ابنِ صفی

جلد نمبر
17

جاسوسی دنیا

53- سرخ دائرہ

54- خونخوار لڑکیاں

55- سائے کی لاش

جاسوسی دنیا
جلد نمبر 17

53	سرخ دائرہ
54	خونخوار لڑکیاں
55	سائے کی لاش

ابن صفی

اسرار پبلی کیشنز

الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ

اردو بازار لاہور۔فون : 7321970 - 7357022

جملہ حقوق محفوظ

اس ناول کے نام ، مقام، کردار اور کہانی سے
تعلق رکھنے والے اداروں کے نام فرضی ہیں۔

پبلیشر ....خالد سلطان
پرنٹر.......... ہاشم انٹرپرائزز

سیل ڈپو: عثمان ٹریڈرز
الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ
اردو بازار لاہور۔فون : 7321970

جاسوسی دنیا نمبر 53

سرخ دائرہ

(مکمل ناول)

پیش رس

''سرخ دائرہ'' کی کہانی موجودہ سوسائٹی کے ایک گھناؤنے رخ کو بے نقاب کرتی ہے۔ ابن صفی نے اس سے قبل بھی مختلف صورتوں میں ان تلخ حقیقتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جو ہمارے معاشرے میں اپنی غلاظتوں کے ساتھ گھس آئی ہیں اور جنہوں نے زندگی کا چہرہ مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ چوری، ڈکیتی، اغوا اور اسی طرح کے جرائم پہلے بھی تھے اور آج بھی ہیں۔ لیکن آج کی زندگی نے تعیش پسندی اور سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے کچھ ایسی چیزیں بھی شامل کر دی ہیں جو بہت ہی انوکھے اور بے رحمانہ جرائم کا سبب بن جاتی ہیں۔ آج کا مجرم زیادہ چالاک ہے۔ اسی لئے وہ پردے کا شکاری بن کر شکار کھیلتا ہے۔

''سرخ دائرہ'' ایسی ہی حقیقتوں کی نقاب کشائی کرتا ہے۔ بینکوں کے ڈاکو، تجوریوں کے نقب زن اور اسی قماش کے مجرم آپ کو ملیں گے اور ان کا ماحول ہے ہوٹلوں کی زندگی، ریس کے میدان اور اونچی سوسائٹیوں کی عیاشی!

ان میں کچھ ایسے بھی ''شریف آدمی'' ہیں جنہوں نے فلسفیوں کے نام پر اپنے نام رکھ چھوڑے تھے؟ کیوں؟ اسکا جواب کوئی بھی نہ دے سکا۔ یہ ایک بھیانک طنز تھا۔

اس میں اپنے پرانے، جھلائے ہوئے شکست خوردہ آصف سے ملئے۔ اس کی جھلاہٹ دوسروں کے قہقہوں کا سبب بن جاتی ہے۔ اس میں ایک سراغ رساں ''عورت'' بھی ہے اور آپ سوچ سکتے ہیں کہ اگر ''عورت'' کے ساتھ حمید کو تفتیش کا موقع مل جائے تو اس کا کیا عالم ہوگا۔

اس کہانی میں کھوج، واقعات کی تفتیش، چھان بین کے طریقے اور سراغ رسانی کے جدید انداز کا بہت دلچسپ تذکرہ ہے اور ابن صفی کا یہی آرٹ ہے کہ وہ ہمیشہ ہر بار، ہر کہانی میں اپنے قارئین کے سامنے ایک نئی دنیا پیش کرتے رہتے ہیں۔

پبلشر

دھمکی

یہ میٹنگ محکمہ سراغ رسانی کے سپرنٹنڈنٹ کی صدارت میں ہو رہی تھی۔

محکمے کے بہترین اور بدترین دماغ وہاں موجود تھے۔ ان میں کرنل فریدی بھی تھا لیکن ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے اس میٹنگ سے کوئی دلچسپی نہ ہو۔ اس کی نظر تو تقریر کرتے ہوئے سپرنٹنڈنٹ کے چہرے پر تھی مگر ذہن کہیں اور تھا۔ ویسے اس کے چہرے پر اکتاہٹ کے آثار ضرور تھے۔

''کیپٹن حمید.... انسپکٹر آصف اور لیفٹیننٹ سنگھ کے درمیان بیٹھا ہوا نئی لیڈی انسپکٹر مس ریکھا لارسن کو گھور رہا تھا۔ یہ ایک عیسائی لڑکی تھی۔ پہلے زنانہ پولیس فورس میں تھی۔ پھر ابھی حال ہی میں محکمہ سراغ رسانی میں منتقل کر دی گئی تھی اور فریدی نے اس کے متعلق پیشین گوئی کی تھی کہ وہ ذہانت کے معاملے میں کئی سینئر انسپکٹروں پر بھی سبقت لے جائے گی۔ حمید کو اس کے ہونٹوں کی تراش بہت پسند تھی۔ عورتوں کی ذہانت سے اسے آج کل کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ بیوقوف سے بیوقوف عورت بھی اگر حسین ہو تو ہزاروں افلاطونوں پر حکومت کر سکتی ہے۔ لہٰذا ذہانت کی وجہ سے کسی عورت کو کریڈٹ دینا ذہنی بے مائیگی کا سب سے بڑا

ثبوت ہے۔ اگر وہ ذہین بھی ہوتی ہے تو ذہانت سے کام لینا ہرگز نہیں جانتی۔

مگر اس میٹنگ کا مقصد ریکھا کے حسن کے متعلق اظہار خیال کرنا نہیں تھا۔ یہ لوگ ایک اہم مسئلے پر غور کرنے کے لئے اکٹھا ہوئے تھے۔ شہر میں پچھلے چند ماہ سے کچھ اس قسم کی وارداتیں ہو رہی تھیں۔ جو نوعیت کے اعتبار سے قصہ کہانیوں والے جرائم سے کسی طرح کم نہیں تھیں۔ ان وارداتوں میں قتل بھی تھے اور ڈاکے بھی۔ چوریاں اور اغواء کے کیس بھی۔ خیال یہ تھا کہ یہ کسی ایک ہی گروہ کی حرکت ہے اور اس خیال کا محرک تھا سرخ دائرہ!

''سرخ دائرہ'' سپرنٹنڈنٹ حاضرین کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔ ''آپ جانتے ہیں کہ اب تک جتنی بھی وارداتیں ہوئی ہیں ان میں ہمیں سرخ دائرے سے ضرور دو چار ہونا پڑا ہے۔ سرخ دائرہ! آپ اس کی نوعیت سے واقف ہیں۔ اسی بناء پر میرا خیال ہے کہ یہ لوگ پرانے اور عادی قسم کے مجرم نہیں ہیں! بلکہ یہ نومشقوں مگر پڑھے لکھے لوگوں کا گروہ ہے۔ جس نے پولیس اور پبلک کو خوفزدہ کرنے کے لئے سرخ دائرے کا ڈھونگ رچایا ہے۔ ورنہ ایسی چیزیں صرف جاسوسی ناولوں اور کہانیوں ہی تک محدود ہیں۔ ابھی تک یہ لوگ پکڑے نہیں جا سکے۔ بلکہ ان کا نشان تک نہیں مل سکا۔ وجہ یہ ہے کہ ہم ان کے معیار سے بلند ہو کر سوچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں یہ سرخ دائرہ ورغلاتا ہے۔ ہمارے ذہن میں کسی بہت ہی منظم قسم کی دہشت پسند پارٹی کا تصور ابھرتا ہے۔ لہٰذا ہم اسی کی مناسبت سے اپنا طریق کار متعین کرتے ہیں۔ ہمیں دراصل خرگوشوں کا شکار کرنا ہے لیکن ہم ہاتھیوں کے شکار کا سامان لے کر نکلتے ہیں۔ دراصل خرگوش کے شکار کا ہمیں خیال تک نہیں آتا۔ ظاہر ہے کہ جب ہم ہاتھیوں کے لئے نکلیں گے تو خرگوشوں پر ہماری نظریں ہی نہ پڑیں گی۔ غالباً آپ لوگ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔ بہر حال میں یہ چاہتا ہوں کہ اب یہ قضیہ ختم ہو جائے تو بہتر ہے۔ معاملہ اب سول پولیس کے ہاتھوں سے نکل کر ہم تک آ گیا ہے۔''

سپرنٹنڈنٹ اپنا پائپ سلگانے کے لئے خاموش ہو گیا۔

حمید نے مڑ کر فریدی کی طرف دیکھا جس کے ہونٹوں پر ایک تلخ سی مسکراہٹ پھیل رہی تھی اور وہ اب بھی سپرنٹنڈنٹ ہی کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

سپرنٹنڈنٹ نیا تھا۔ ابھی حال ہی میں کسی دوسری جگہ سے منتقل ہوکر یہاں آیا تھا۔ اس سے پہلے فوج کی سیکرٹ سروس میں رہ چکا تھا۔ وہ پائپ کا کش لے کر اپنے چہرے کے سامنے دھواں بکھیرتا ہوا بولا۔

''میرے اکثر ساتھیوں کو شکایت ہے کہ انہیں کام کرنے کے لئے بہت کم مواقع نصیب ہوتے ہیں۔''

اس نے خاموش ہوکر خاص طور سے فریدی کی طرف دیکھا۔ لیکن اب فریدی جیب سے سگار نکال کر اس کا گوشہ توڑنے میں مشغول ہوگیا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس نے سپرنٹنڈنٹ کا یہ جملہ سنا ہی نہ ہو۔

سپرنٹنڈنٹ پھر بولا۔ ''میری خواہش ہے کہ یہ کام کسی ایک کی بجائے کئی افراد کی ایک پارٹی کے سپرد کردوں۔''

''جس کا سربراہ کسی مکھن باز کو بنایا جائے۔'' حمید آہستہ سے بولا اور انسپکٹر آصف اسے خونخوار آنکھوں سے گھور کر رہ گیا۔ البتہ دوسری طرف بیٹھا ہوا لیفٹیننٹ سنگھ بے اختیار مسکرا پڑا۔

''یہ پارٹی.... انسپکٹر آصف کی قیادت میں کام کرے گی۔'' سپرنٹنڈنٹ نے کہا۔

''آہم....!'' حمید نے لیفٹیننٹ کو آنکھ ماری۔

''پارٹی کے دوسرے ممبروں کے نام ہیں۔'' سپرنٹنڈنٹ نے کہا اور پائپ کا ایک طویل کش لے کر دھواں نکالتا ہوا بولا۔ ''انسپکٹر جاوید، لیفٹیننٹ سنگھ، مس الارسن اور سب انسپکٹر تنویر۔''

پھر کمرے میں سناٹا طاری ہوگیا۔

ریکھا الارسن کنکھیوں سے فریدی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ فریدی کے چہرے پر بڑی بشاشت تھی۔

ایک بار انسپکٹر آصف نے بھی اس کی طرف دیکھا۔ لیکن نہ جانے کیوں اسے بڑی مایوسی ہوئی۔ فریدی کی عادت ہی کچھ اسی قسم کی تھی کہ وہ اپنے دشمنوں کو بھی خوش ہونے کا موقع نہیں دیتا تھا۔

''دیکھا آپ نے۔'' انسپکٹر مکرجی نے فریدی کی طرف جھک کر کہا۔

''ہاں آں....!'' مجھے خرگوش کے شکار سے کوئی دلچسپی نہیں۔'' فریدی نے مسکرا کر کہا۔ ''میں ان حضرت کا شکر گزار ہوں۔''

پھر سپرنٹنڈنٹ نے طریقہ کار کے متعلق بحث چھیڑ دی۔ اس میں زیادہ تر وہی لوگ حصہ لے رہے تھے جن کے ناموں کا اعلان کیا گیا تھا۔

اچانک سپرنٹنڈنٹ نے فریدی کو مخاطب کر کہا۔

''کرنل فریدی! کیا آپ گفتگو میں بھی حصہ نہ لیں گے۔''

''اوہ....!'' فریدی ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ ''بات دراصل یہ ہے کہ مجھے خرگوشوں کے شکار کا تجربہ ہی نہیں۔''

''ہم ....خیر....!'' سپرنٹنڈنٹ دوسری طرف مخاطب ہوگیا۔ اگر اس کا بس چلتا تو اس جواب پر فریدی کی بوٹیاں اڑا دیتا۔

یہاں کئی لوگوں کے چہروں سے کبیدہ خاطری ظاہر ہو رہی تھی لیکن وہ خاموش تھے۔ البتہ فریدی کے اس جواب نے انہیں کسی حد تک خوش ضرور کر دیا تھا۔

''اب یہاں ہمارے بیٹھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔'' مکر جی نے فریدی سے کہا۔

''ڈسپلن.... مسٹر مکر جی۔'' فریدی بولا۔

مکر جی بُرا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

دوسری ہی صبح ان پانچ افراد کو ایک نئے کیس سے دوچار ہونا پڑا۔ یہ کنگس لین کے ایک متمول آدمی کی لاش تھی جس کی آنتیں پیٹ سے نکل کر فرش تک لٹک آئی تھیں اور اس کے قریب ہی فرش پر سرخ دائرہ موجود تھا' جسے بنانے کے لئے سرخ رنگ کی چاک استعمال کی گئی تھی۔ یہ قتل زور وا سکوائر میں ہوا تھا اور لاش خواب گاہ میں پائی گئی تھی۔

عمارت میں مقتول کے علاوہ آٹھ افراد اور بھی تھے۔ لیکن وہ سب رات بھر بے خبر سوتے رہے تھے۔ لاش صبح آٹھ بجے دیکھی گئی۔

خواب گاہ میں چاروں طرف ابتری نظر آ رہی تھی۔ شائد ہی کوئی چیز اپنی پچھلی حالت میں رہی ہو۔ صاف ظاہر تھا کہ وہاں خاصی ہڑ بونگ ہوئی ہوگی لیکن اس کے باوجود بھی برابر کے کمرے میں سونے والی کو اس کی خبر نہ ہوئی۔ وہ مقتول کی لڑکی تھی اور اس کا دعویٰ تھا کہ وہ ہمیشہ کچی نیند سوتی ہے۔ اگر کوئی پنجوں کے بل چلتا ہوا بھی اس کی قریب سے گذر جائے تو اس کا جاگ پڑنا لازمی ہوگا۔

انسپکٹر آصف کی پارٹی بڑے انہماک سے لاش اور کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔ لیکن خود انسپکٹر آصف دور کھڑا انہیں اس انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے سکول ماسٹر نے اپنے کچھ شاگردوں کو حل کرنے کے لئے کوئی سوال دیا ہو اور اب ان کے جوابات کا منتظر ہو۔

ریکھا کے علاوہ سب لوگ لاش کے پاس سے ہٹ کر دوسری چیزوں کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ ریکھا لاش کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ خصوصیت سے مرنے والے کا بایاں ہاتھ اس کی توجہ کا مرکز تھا۔

آصف پہلے ہی لاش کا جائزہ لے چکا تھا۔ کچھ دیر بعد ریکھا لاش کے پاس سے ہٹ کر آصف کے قریب آ گئی۔

''آپ کا کیا خیال ہے؟'' اس نے آصف سے پوچھا۔

''نہیں مس ریکھا۔'' آصف سر ہلا کر مسکرایا۔ ''پہلے آپ سب لوگ کسی ایک رائے پر متفق ہو جائیے' پھر میں اپنا خیال ظاہر کروں گا۔''

ریکھا نے کچھ نہیں پوچھا۔ وہ وہیں کھڑی کچھ سوچتی رہی۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بات پر متفق ہو گئے۔ یعنی حملہ آور کئی تھے۔ انہوں نے مقتول کو سوتے سے اٹھایا اور پھر کافی جدوجہد کے بعد وہ اس پر قابو پا سکے۔ پھر اسے فرش پر گرا کر اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ متفق ہونے والوں میں ریکھا بھی تھی۔ لیکن اس نے ایک چیز کی طرف سب کی توجہ مبذول کرائی جسے شائد وہ سب نظر انداز ہی کر گئے تھے۔

''مقتول کے بائیں ہاتھ کی انگلیاں۔'' اس نے کہا۔ ''ان کے سروں پر سرخی نظر آ رہی ہے۔ صرف چھوٹی انگلی پر سرخی نہیں ہے۔ اب بتایئے آپ حضرات کیا کہیں گے۔ کیا واضح طور پر یہ اس کا اشارہ نہیں ہے کہ ہمارے فیصلہ میں کچھ گڑ بڑ ہے۔''

لیفٹیننٹ سنگھ نے جھک کر اس کی انگلیوں کو چھوا اور سرخی اس کی انگلیوں میں چھوٹ آئی۔ پھر اس کا موازنہ دائرے کی سرخی سے کرنے کے بعد اس نے کہا۔ ''بے شک مس ریکھا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔''

''پھر....!'' آصف نے سوال کیا۔

''اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو دیدہ دانستہ مجرموں نے کسی خاص مقصد کے تحت اسکی انگلیوں میں رنگین چاک کے نشان ڈالے ہیں، یا پھر وہ چاک مقتول کے ہاتھ میں بھی رہی ہے۔''

ریکھا خاموش ہو کر پھر لاش کی طرف دیکھنے لگی۔

''ہوگا.... دونوں باتیں ہوسکتی ہیں۔'' آصف نے لاپروائی سے کہا۔

''لیکن ہمیں اس چیز کو سرسری نظر سے نہ دیکھنا چاہئے۔'' ریکھا بولی۔

''مس ریکھا، کیا آپ اسے کلیو کے طور پر استعمال کرنا چاہتی ہیں۔''

''جی ہاں.... میں یہی محسوس کر رہی ہوں۔''

''اچھا تو آپ محسوس کیجئے۔ بقیہ لوگ کام کریں گے۔'' آصف نے تلخ سے لہجے میں کہا۔ ''ویسے اگر آپ فریدی کے ساتھ کام کرتیں تو اسے بڑی خوشی ہوتی۔ کیونکہ وہ بھی عالم محسوسات کا بادشاہ ہے۔''

آصف کے دوسرے ساتھیوں کو بھی اس کا یہ جملہ بہت گراں گزرا اور تو سب خاموش ہی رہے لیکن لیفٹیننٹ سنگھ اکھڑ گیا۔

''آصف صاحب! آپ جھک مارتے ہیں۔ ہم میں سے کسی کی بھی رائے کا آپ مضحکہ نہیں اڑا سکتے۔''

''اپنا لہجہ ٹھیک کرو۔'' آصف غرایا۔ ''میں پارٹی کے لیڈر کی حیثیت رکھتا ہوں۔''

''یار آصف! تمہیں تو سیاسی پارٹی کا لیڈر ہونا چاہئے تھا۔'' انسپکٹر جاوید نے کہا۔ ''جہاں

انگلیوں پر ملے تھے۔

آصف کوٹ کو وہیں چھوڑ کر بارجے پر دوڑنے لگا۔ پھر دوسرے لوگ بھی بارجے پر آ گئے۔

آصف کی پشت پر دائرہ کس نے بنایا تھا۔ یہ انتہائی کوششوں کے باوجود بھی نہ معلوم ہو سکا۔

اب آصف نے لاش کو تو چھوڑ دیا تھا اور ایک ایک کی جامہ تلاشی لیتا پھر رہا تھا کہ شاید کسی کے پاس سے سرخ چاک برآمد ہی ہو جائے۔ ساری عمارت الٹ پلٹ ڈالی گئی لیکن رنگین چاک کا ٹکڑا بھی کہیں سے دستیاب نہ ہو سکا۔

ریکھا آصف کی بدحواسیوں پر ہنستی رہی۔

تھوڑی دیر بعد وہ نچلی منزل کے کمرے میں دوبارہ اکٹھے ہوئے۔ آصف غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

''فریدی کو یہ حادثہ کبھی پیش نہ آتا.... سنا تم نے۔'' جاوید اس کے چہرے کے قریب انگلی نچا کر بولا۔

''جاوید! تم حد سے بڑھ رہے ہو۔'' آصف غرایا۔ ''میں اس قسم کی جاہلانہ بے تکلفی قطعی پسند نہیں کرتا۔''

''فریدی کی بات آپ کہاں سے لے بیٹھے جاوید صاحب۔'' لیفٹیننٹ سنگھ نے کہا۔ ''شہر کا بڑے سے بڑا بدمعاش اس کے نام سے تھراتا ہے۔''

''ہم یہاں گپیں ہانکنے کے لئے نہیں آئے سمجھے آپ لوگ۔'' آصف جھلا گیا۔

''تلاشیوں میں وقت برباد کرنے آئے ہیں۔'' جاوید نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔'' آصف غرایا۔ ''میں خود سے انچارج نہیں بنا ہوں بلکہ ایک اعلیٰ آفیسر نے یہ خدمت میرے سپرد کی ہے۔''

''ہمیں اس سے انکار کب ہے مسٹر آصف۔'' لیفٹیننٹ سنگھ نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ''ہم آپ کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے مستعد ہیں۔ کچھ کہئے بھی تو....!''

''میرا خیال ہے کہ....!'' ریکھا کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

سب لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''نہیں کچھ نہیں....!'' ریکھا سر ہلا کر بولی۔ ''میں اپنا خیال نہیں ظاہر کرنا چاہتی۔''

''اس کے لئے میں شکر گزار ہوں۔'' آصف اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولا۔

اس بار اس کا لہجہ قابل اعتراض تھا۔ لیکن ریکھا چپ چاپ اسے بھی برداشت کر گئی۔ البتہ دوسرے پھر آصف پر برس پڑے۔

اور سراغ رسانی کی یہ ٹیم مڈل سکول کے طلباء کی کوئی جماعت معلوم ہونے لگی۔ جب آصف کا غصہ بہت بڑھ گیا تو اس نے بالکل خاموشی اختیار کر لی۔

بہر حال کسی نہ کسی طرح انہوں نے واردات کے متعلق ایک چھوٹی سی رپورٹ مرتب کی اور لاش کو وہاں سے اٹھوا دینے کے بعد عمارت سے نکل آئے۔

لیکن آصف کے لئے ایک دوسرا جھٹکا باہر بھی موجود تھا۔ جب وہ اسٹیشن ویگن میں بیٹھ رہے تھے انہیں اس کے فرش پر دوسرا سرخ دائرہ دکھائی دیا جس کے درمیان میں کاغذ کی ایک چٹ چسپاں تھی اور چٹ پر ٹائپ کے حروف میں تحریر تھا۔

''آصف! تم زندہ رہو گے، لیکن زندگی سے بیزار.... یہ ہمارا فیصلہ ہے!''

پانچ شریف آدمی

حمید بڑی دیر سے فریدی کا دماغ چاٹ رہا تھا۔

''آپ کی سخت توہین ہوئی ہے جناب.... آپ مانیں یا نہ مانیں۔''

''چلو.... ختم بھی کرو۔'' فریدی بیزاری سے بولا۔

''میں تو کبھی ختم نہیں کر سکتا۔ خواہ خود ہی ختم ہو جاؤں.... آہا.... مگر وہ ریکھا۔ مجھے اس کی بہت فکر ہے۔''

''کیوں....؟''

''ان بور قسم کے آدمیوں میں رہ کر اسے تپ دق ہو جائے گا۔''

''کھسکو یہاں سے۔ کیا تمہیں اور کوئی کام نہیں ہے۔'' فریدی بڑبڑایا۔ وہ کسی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا اور چاہتا تھا کہ حمید کسی طرح ٹل جائے۔ مگر حمید پر ریکھا سوار تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ فریدی سے بڑی عقیدت رکھتی ہے۔ لہٰذا فریدی کو چاہئے کہ اسے ضرور لفٹ دے۔

حمید پتلون کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا سوچ رہا تھا کہ اب اسے کیا کہنا چاہئے۔ کس طرح فریدی کو اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ ریکھا سے خوش اخلاقی سے پیش آئے۔

وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ملازم کسی کا وزیٹنگ کارڈ لایا اور فریدی نے کارڈ اسے واپس کرتے ہوئے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ ''بٹھاؤ۔''

''کون ہے؟'' حمید نے پوچھا۔

''ریکھا....!'' فریدی نے اکتا کر کتاب بند کرتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ گیا۔

''واہ.... کیا بات ہوئی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ کوئی خاص بات لے کر آئی ہوگی۔ لہٰذا استدعا ہے کہ....!''

فریدی کمرے سے نکل گیا۔ حمید جملہ پورا نہ کر سکا لیکن وہ یہاں ٹھہر تو نہیں سکتا تھا۔ شاید پندرہ یا بیس دن سے اُس نے کسی لڑکی سے گفتگو نہیں کی تھی اور اس نے یہ پندرہ یا بیس دن اس طرح گذارے تھے جیسے کسی لق و دق ریگستان میں تنہا چھوڑ دیا گیا ہو۔

ڈرائنگ روم میں فریدی اور ریکھا موجود تھے۔ ریکھا فریدی سے کہہ رہی تھی۔ ''انہوں نے میری بات نہیں سنی۔ اگر آپ مجھے تھوڑا سا وقت دے سکیں تو میں بہت مشکور ہوں گی۔''

حمید خاموشی سے ایک صوفے پر بیٹھ گیا تھا اور یہ صوفہ ان دونوں سے کافی فاصلے پر تھا۔

''یقیناً شوق سے.... کہئے۔'' فریدی نے نرم لہجے میں کہا۔

ریکھا کنکس لین والی واردات اور آصف کی پارٹی کی تحقیقات کے متعلق بتانے لگی۔

فریدی غور سے اسے سنتا رہا، کبھی کبھی وہ اسے روک کر ایک آدھ سوال بھی کر لیتا تھا۔

پھر ریکھا داستان کے اس حصہ پر پہنچی جہاں سے رنگین چاک بھری انگلیوں کا واقعہ شروع ہوتا تھا۔ یک بیک فریدی سنبھل کر بیٹھ گیا اور ریکھا نے بھی اس میں یہ تبدیلی محسوس کر لی۔ وہ بڑے جوش و خروش کے ساتھ بیان کر رہی تھی اور حمید اس کے ہونٹوں کے زاویئے ناپ رہا تھا۔

قوسوں پر قربان ہو رہا تھا۔

''داہنا ہاتھ صاف تھا۔'' فریدی نے پوچھا۔

''جی ہاں....!''

''اچھا! کیا ساری انگلیوں میں چاک بھری ہوئی تھی۔''

''جی نہیں، چھوٹی انگلی بے داغ تھی۔''

''خوب....اچھا پھر۔''

پھر آصف کے کوٹ پر بنے ہوئے دائرے کا تذکرہ چھڑ گیا۔

''واہ . . یہ بڑی عجیب بات ہے۔'' فریدی بڑبڑایا۔''سچ مچ یہ لوگ بہرام اور آرسین لوپن وغیرہ کے کارنامے دہرا رہے ہیں۔''

''یہی نہیں ....بلکہ ایک دائرہ اسٹیشن ویگن میں بھی ملا جس کے درمیان میں ایک سلپ چسپاں تھی اور اس پر تحریر تھا۔''آصف تم زندہ رہو گے لیکن زندگی سے بیزار، ہمارا فیصلہ ہے۔''

''واہ....!'' حمید مسکرا کر بولا۔''اس بات پر تو ان لوگوں کی عزت کرنے کو دل چاہتا ہے۔''

ریکھا حمید کی طرف دیکھ کر ہنسی اور حمید کا دل چاہا کہ اپنے ہی دانتوں سے اپنی گردن ادھیڑ ڈالے۔

''یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔'' فریدی نے آہستہ سے کہا۔ پھر بلند آواز میں پوچھا۔ ''کیا تحریر ہاتھ کی تھی؟''

''جی نہیں ٹائپ۔''

''چالاک ہیں، اچھا پھر....آصف کا کیا خیال ہے۔''

''خیال سے تو آصف کو دشمنی ہے۔'' ریکھا مسکرا کر بولی۔''نہ تو وہ کوئی ذاتی خیال رکھتے ہیں اور نہ کسی دوسرے کے خیال کو خاطر میں لاتے ہیں، میں ابھی تک انہیں سمجھ ہی نہیں سکی۔''

ریکھا نے اتنا ہی کہا' اپنی اور آصف کی گفتگو کا تذکرہ نہیں کیا۔

''یعنی ابھی تک آپ لوگ اس کیس کے متعلق کوئی رائے نہیں قائم کر سکے۔''

''جی نہیں....اور یہ تو کھلی ہوئی بات ہے کہ سرخ دائرہ....!''

''نہیں . . . .!'' فریدی بات کاٹ کر بولا۔''یہ ضروری نہیں ہے کہ اس واردات میں انہی لوگوں کا ہاتھ ہو، کوئی دوسرا بھی سرخ دائرے کی وباء سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔''

''جی ہاں.... یہ بھی ممکن ہے۔''

''اچھا تو آپ چاہتی کیا ہیں۔''

''میں اپنے طور پر اس کیس کی تفتیش کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ کبھی کامیاب نہ ہوسکیں گے۔ میں تو آپ کے طریق کار پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ میں نے جو کچھ بھی سیکھا ہے، آپ ہی سے سیکھا ہے۔''

''ہائیں....!'' حمید آنکھیں پھاڑ کر بولا۔''اور میں اب تک اس سے ناواقف رہا۔''

''اوہ.... آپ غلط سمجھے۔'' ریکھا نے جلدی سے کہا۔''میں کرنل صاحب کے کیسوں کی رپورٹیں بہت غور سے پڑھتی رہی ہوں۔''

''تو پھر اب باقاعدہ شاگرد ہو جایئے نا۔'' حمید گنگنایا۔

''فضول باتیں نہ کرو۔'' فریدی جھلا کر اس کی طرف مڑا۔

''یہ میرا نیک مشورہ تھا۔'' حمید نے سنجیدگی سے کہا اور دیوار سے لگی ہوئی ایک پینٹنگ کی طرف دیکھنے لگا۔

''بہرحال مس ریکھا، سب سے پہلے آپ کو یہ دیکھنا پڑے گا کہ قتل ہوا کیسے۔ اسی پر غور کرنے سے ممکن ہے، کوئی کلیو بھی ہاتھ آجائے۔''

''قتل بڑے عجیب حالات میں ہوا ہے۔ کمرے میں ساری چیزیں الٹی پڑی تھیں اور لاش فرش پر تھی۔ اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ مقتول پر کافی جدوجہد کے بعد قابو پایا جا سکا ہوگا۔ مگر ایسی کش مکش خاموشی سے نہیں ہوسکتی۔ الماریوں کا گرنا، سنگار میز کا الٹنا، مگر اس کی لڑکی جو برابر ہی کے کمرے میں سوئی ہوئی تھی اطمینان سے رات بھر سوتی رہی۔ وہ کمرہ دوسری منزل پر تھا ٹھیک اس کمرے کے نیچے والے کمرے میں بھی اسی خاندان کے کئی افراد موجود تھے۔ لیکن چھت پر وزنی الماریوں کے گرنے سے انکی نیند میں خلل نہیں پڑا۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے۔''

''ہاں.... آں.... آپ ٹھیک راستے پر جارہی ہیں۔'' فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔

ریکھا بھی خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگی۔

''انگلیوں کے نشانات کی تلاش تو ضرور ہوئی ہوگی۔'' فریدی نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

''لیفٹیننٹ سنگھ نے اس سلسلے میں کچھ کام کیا ہے۔ لیکن وہاں مقتول کی انگلیوں کے علاوہ اور کسی دوسری ٹائپ کے نشانات نہیں ملے۔''

''کیا مقتول شب خوابی کے لباس میں تھا۔''

''جی ہاں....!''

''بستر کی کیا حالت تھی۔''

''بس یہی معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی کو سوتے سے زبردستی اٹھایا گیا ہو۔''

''ہوں....!'' فریدی سر ہلا کر بولا۔ ''اچھا مقتول کے بارے میں آپ لوگوں کی معلومات کیا ہیں۔''

''وہ ایک دولت مند آدمی تھا۔ ماضی قریب میں اس کا کسی سے کوئی جھگڑا نہیں ہوا تھا۔ اس نے اپنے بعد تین لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ بیوی پہلے ہی مر چکی تھی۔''

''اس کا اٹھنا بیٹھنا کن لوگوں میں تھا۔''

''اوہو، ابھی شاید اس کا علم پارٹی کے کسی فرد کو نہ ہو!''

''مجرموں کے داخلے اور فرار کے راستوں کا پتہ تو چل ہی گیا ہوگا۔'' فریدی نے کہا۔

''مجھے علم نہیں ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں کیا کیا؟'' ریکھا بولی۔

''آخری بار اسے کس نے زندہ دیکھا تھا۔''

''اس نوکر نے جو رات کو اس کی واپسی کا انتظار کیا کرتا تھا۔''

''گویا وہ پچھلی رات گھر سے باہر بھی رہا تھا۔''

''جی ہاں.... تقریباً ساڑھے گیارہ بجے اس کی واپسی ہوئی تھی۔''

''ڈاکٹر کی لاش کے متعلق کیا رائے ہے۔''

''قتل ایک اور دو کے درمیان ہوا تھا، تین ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں۔ صرف ایک کی رائے ہے کہ قتل بارہ بجے سے پہلے ہوا ہوگا۔''

''بہرحال دو مختلف رائیں ہیں، خیر.... اچھا مس ریکھا۔ میں دیکھوں گا کہ آپ کے لئے کیا کرسکتا ہوں۔ ویسے میں آپ کی ذہانت کا معترف ہوں۔''

''یہاں آپ غلطی پر ہیں۔'' حمید بول پڑا۔ ''آپ بھول رہے ہیں کہ میں نے آپ سے بھی پہلے ان کی ذہانت کا اعتراف کیا تھا۔''

''آپ حضرت کی ذرہ نوازی کا شکریہ۔ میں تو بہرحال طفل مکتب ہوں۔'' ریکھا نے کہا۔

''اور مس ریکھا۔'' فریدی نے اس انداز میں کہا جیسے وہ کسی ایک ہی بات پر عرصہ سے بولتا رہا ہو۔ ''انگلیوں پر چاک کے دھبے.... یہ بہت اہم ہیں۔ یقیناً ایک کلیو آپ کے ہاتھ آ گیا ہے۔''

''لیکن اسی طرح جیسے کوئی کارآمد چیز ہاتھ آ جائے.... لیکن میں اس کے استعمال سے واقف نہ ہوں۔''

''فکر نہ کیجئے۔ بعض اوقات چیزوں کا غلط استعمال ہی طریقہ استعمال سمجھا دیتا ہے۔ کل میں آپ کو اس کلیو کے متعلق کچھ بتا سکوں گا۔''

شیش محل کے پانچویں فلیٹ میں پانچ شریف آدمی ایک گول میز کے گرد بیٹھے ہوئے کچھ سوچ رہے تھے۔ خوش پوش اور شائستہ صورت آدمی شریف ہی کہلاتے ہیں۔ لہٰذا جب تک انہوں نے گفتگو نہیں شروع کی اس وقت تک شریف ہی معلوم ہوتے رہے، لیکن اس گفتگو کے باوجود بھی اس کی ذات سے لفظ ''شریف'' علیحدہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس کی حقیقت یہ تھی کہ پانچ آدمیوں کی اس ٹولی کا نام ''جنٹل فائیو'' یعنی پانچ شریف تھا.... اور ان سے جرائم کے علاوہ اور کسی قسم کی شرافت آج تک نہیں سرزد ہوئی تھی۔ ان کے چہرے فلاسفروں اور پروفیسروں جیسے تھے۔ ان کی آنکھیں ہر وقت سوچ میں ڈوبی رہتیں۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے یہ اس عظیم کائنات کا کوئی عظیم ترین عقدہ حل کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔

''ہم میں سے وہ مسخرہ کون ہے۔'' دفعتاً ان خاموش آدمیوں میں سے ایک نے کہا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے پھر اپنا سوال دہرایا اور ایک آدمی بولا۔

''ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہوسکتا۔''

''پھر کیا فرشتے سرخ دائرہ بناتے ہیں۔''

''کوئی بھی بناتا ہو.....لیکن ہم میں سے کسی کو کیا پڑی ہے۔'' دوسرے آدمی نے اپنے تینوں ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہا اور وہ صرف سر ہلا کر رہ گئے۔ ان کی آنکھیں اس وقت بھی سوچ میں ڈوبی ہوئی سی معلوم ہو رہی تھیں۔

''پھر مجھے بتاؤ نا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ ہم نے آج تک جتنی بھی تجوریاں توڑی ہیں ان پر صبح کو پولیس نے سرخ دائرے ضرور دریافت کئے ہیں۔ لیکن کیا ہم نے کبھی کوئی قتل بھی کیا ہے۔''

''کبھی نہیں۔'' چاروں آدمی یک زبان بولے۔

''لیکن بعض لاشوں کے قریب بھی یہ دائرے پائے گئے ہیں۔''

''آخر یہ ہے کون، ہم میں سے کوئی اس قسم کی حرکت کرنے ہی کیوں لگا۔ یہ تو کوئی ایسا آدمی معلوم ہوتا ہے جو ہمیں پھانسی کے تختے پر دیکھنا چاہتا ہے۔''

''مگر کون.....؟ ہمیں کون جانتا ہے۔ جبکہ ہم خود بھی ایک دوسرے کو نہیں جانتے۔ ہم ایک دوسرے کے نام تک سے ناواقف ہیں۔ ایک دوسرے کی قیام گاہیں ہمیں نہیں معلوم۔''

''آہا.....کتنی عجیب بات ہے۔ کتنی عجیب۔''

''اور ہم نے کبھی اس پر بھی غور کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی کہ ہم ایک دوسرے سے ملے کس طرح تھے۔''

''مگر ہمیں کم از کم اس پر غور تو کرنا چاہئے۔''

''سب سے پہلے ہم دونوں ملے تھے۔'' ایک نے دوسرے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

دوسرے نے سر ہلا کر اس کی تصدیق کی۔

''کیفے جبران کی میز نمبر تیرہ ہمارے لئے یادگار حیثیت رکھتی ہے۔ آج بھی اس پر ہمارا قبضہ ہے۔ وہ ہمیشہ مخصوص رہتی ہی۔''

''کچھ بھی ہو.... میں آج اپنی قسم توڑ دوں گا۔'' ایک نے کہا۔اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے۔ان پانچوں میں سب سے زیادہ پریشان یہی نظر آرہا تھا۔کچھ دیر بعد اس نے کہا۔''پچھلی رات گنگسن لین میں بھی ایک قتل ہوا ہے، اور وہاں بھی ایسا ہی سرخ دائرہ پایا گیا ہے، حالانکہ ہم نے گنگس لین میں قدم بھی نہیں رکھا۔''

''ہم اس چور کو پکڑ سکتے ہیں۔'' ایک آدمی نے کہا۔''جو شروع سے اب تک کچھ بولا ہی نہیں تھا۔''

''اس کے متعلق پھر باتیں کریں گے۔میں فی الحال اپنی قسم توڑنے جارہا ہوں۔''

''قسم....تو کیا....یعنی....!'' ایک آدمی ہکلا کر بولا۔بقیہ تین بھی اسے حیرت سے دیکھنے لگے تھے۔

''میں آپ لوگوں کو اپنے متعلق سب کچھ بتاؤں گا۔''

''لیکن ہم اپنی قسمیں توڑنے پر تیار نہیں۔'' چاروں بیک وقت بولے۔پھر انہوں نے بھی ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھنا شروع کر دیا۔جیسے غیر متوقع طور پر اپنی زبانوں سے ایک ہی جملہ نکلنے پر انہیں تعجب ہو۔

''آہا....تب تو یہ معاملہ بالکل ہی صاف ہو گیا۔'' قسم توڑنے والا بولا۔

ان چاروں نے اس پر کسی قسم کا سوال نہیں کیا۔انکی آنکھیں پھر سوچ میں ڈوب گئی تھیں۔

''مجھے ایک فقیر نے کیفے جبران کی تیرھویں میز پر بھیجا تھا۔'' قسم توڑنے والے نے کہا۔''مجھے ریس کا چسکا ہے۔میں ریس کھیلے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ہم جواری لوگ ضعیف الاعتقاد بھی ہوتے ہیں۔ریس کورس کے باہر ایک تباہ حال فقیر بیٹھا کرتا تھا۔یہ بہت عرصے کی بات ہے۔اب آج کل وہ نظر نہیں آتا۔وہ اکثر لوگوں کو کامیاب ہونے والے گھوڑوں کے نمبر بتا دیا کرتا تھا۔ایک دن جبکہ میں ریس کورس میں داخل ہونے جارہا تھا، اس نے خود میرا شانہ پکڑ کر مجھے روک لیا اور اپنی سرخ آنکھیں میری آنکھوں میں گڑوتا ہوا بولا....''تیرہ نمبر....صرف تیرہ۔'' اور پھر مجھے داخلے کے گیٹ میں دھکیل کر دوسری طرف چلا گیا۔لوگ اکثر اس کی منتیں کیا کرتے تھے لیکن وہ کسی کو کچھ نہیں بتاتا تھا، اس دن اس سے یہ نئی حرکت سرزد ہوئی تھی۔یعنی

خود سے کسی کو نمبر بتانا.... میں نے اس دن اپنی ساری پونجی تیرہ نمبر پر جھونک دی اور جب میں وہاں سے واپس ہوا تو پچاس ہزار کا مالک تھا۔ اگلی ریس پر اس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ لہٰذا میں نے اس دن ریس کورس میں قدم بھی نہیں رکھا۔ اس کے بعد والی ریس کے موقع پر وہ پھر ملا اور میں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ جواب میں اس نے مسکرا کر کہا کہ اب تم ہمیشہ مجھے پریشان کرتے رہو گے۔ میں نے کہا آپ کی عنایت ہوگی۔ بولا .... بکواس ہے۔ ویسے تمہاری تقدیر ''ک ج'' کی تیرھویں میز پر چمک سکتی ہے۔ لیکن وہاں بیٹھ کر تم سب اپنی اصلیت چھپاؤ گے۔ اگر کوئی تمہارے پاس بیٹھنا چاہے تو اعتراض نہ کرنا۔ اس سے تمہارے خواہ کتنے ہی اچھے تعلقات کیوں نہ ہو جائیں، تم اسے اپنا پتہ نشان نہیں بتاؤ گے۔ میں نے پوچھا یہ ''ک ج'' کیا چیز ہے۔ کہنے لگا تمہارے ستاروں کے حروف..... ان حروف سے جو جگہ بھی بن جائے، تیرہ نمبری میز کبھی نہ بھولنا.... تم تیرہ ہی نمبر کا گھوڑا بھی جیت چکے ہو۔ بس اب کچھ نہ پوچھنا۔ ورنہ برباد ہو جاؤ گے۔ دفع ہو جاؤ۔ بس تو پھر دوستو میں وہاں سے چلا آیا ''ک ج'' کیا تلاش شروع ہوئی۔ شہر میں کیفے جبران کے علاوہ اور کسی جگہ کا نام ''ک ج'' سے مرکب نہیں تھا اور وہاں تیرہ نمبر کی میز بھی موجود تھی۔ میں نے اسے اپنے لئے مستقل طور پر مخصوص کرالیا۔ پھر ایک ایک کرکے آپ لوگ آئے.... کیا آپ کو بھی اسی فقیر نے بھیجا تھا۔''

وہ چاروں اسے قہر آلود نظروں سے گھور رہے تھے۔ تھوڑی دیر خاموشی رہی پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

''تم نے اپنی قسم توڑ دی۔ ہمیں اپنے متعلق سب کچھ بتا دیا۔ اب بہتری اسی میں ہے کہ چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ۔ دوبارہ تمہاری شکل نہ دکھائی دے ورنہ نتیجے کے تم خود ذمہ دار ہو گے اور اب کیفے جبران میں بھی تمہارا قدم رکھنا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا۔ چپ چاپ اٹھو اور چلے جاؤ۔''

پہلا شریف آدمی

''جنٹل فائیو'' کے پانچویں آدمی کو دھکے دے کر فلیٹ سے باہر نکال دیا گیا اور اس نے سڑک پر پہنچ کر عمارت کی طرف دیکھتے ہوئے پھر ایک بہت بڑی قسم کھائی۔ مگر اس قسم کا تعلق ان چار آدمیوں کی زندگیوں سے تھا جنہوں نے دھکے دے کر اسے فلیٹ سے نکالا تھا۔

یہ پانچواں رکن جنٹل فائیو کا سب سے زیادہ کارآمد آدمی تھا۔ بلندیوں پر چڑھنے، وہاں سے بے دریغ نیچے چھلانگ لگا دینے میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔ مضبوط سے مضبوط تجوریاں اس طرح اس کے ہاتھ کے ایک اشارے پر کھل جاتی تھیں جیسے وہ اسی کے انتظار میں بند پڑی رہی ہوں۔

حقیقتاً یہ جنٹل فائیو کا پانچواں نہیں بلکہ پہلا آدمی تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے کیفے جبران کی تیرھویں میز پر مستقل طور پر کسی کا قبضہ نہیں تھا۔ دوسرے چار آدمی ایک ایک کر کے اس کے بعد ہی اس میز پر آئے تھے اور اسی مناسبت سے وہ ایک دوسرے کو مخاطب کرنے کے لئے نمبر شمار استعمال کرتے تھے۔ مثلاً یہ نکالا ہوا آدمی جنٹل فرسٹ کہلاتا تھا۔ اس طرح دوسرے جنٹل سیکنڈ، تھرڈ، فورتھ اور ففتھ کہلاتے تھے۔ آہستہ آہستہ یہ لوگ ایک دوسرے کی عادات و خصائل سے واقف ہوئے اور انہوں نے محسوس کیا کہ وہ پانچوں ایک ہی قسم کے آدمی ہیں۔

یعنی مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے۔ بس پھر پانچ آدمیوں کی ایک ٹولی بن گئی اور یہ بھی حقیقت تھی کہ اس طرح ان کی تقدیریں بھی جاگ اٹھی تھیں۔ یہ پانچوں تعلیم یافتہ اور اونچی سوسائٹیوں میں اٹھنے بیٹھنے والے لوگ تھے اور شہر کے مختلف حصوں میں ان کی شاندار قسم کی قیام گاہیں تھیں۔ سواری کے لئے کاریں بھی رکھتے تھے۔ یہ جب بھی کہیں ہاتھ صاف کرتے انہیں اتنا مل جاتا کہ مہینوں عیش سے گذرتی۔ چوریوں اور ڈکیتیوں کا طریقہ سائنٹیفک ہوا کرتا تھا۔

اس لئے معمولی تربیت یافتہ پولیس اب تک ان کی گرد کو بھی نہیں پاسکی تھی۔ یہ سب ایک دوسرے کے لئے بھی انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتے تھے کیونکہ ایک دوسرے سے الگ ہو جانے کے بعد ہر شریف آدمی دوسرے کے متعلق کچھ بھی نہیں جان سکتا تھا کیونکہ کسی کو بھی دوسروں کی قیام گاہوں تک کا علم نہیں تھا۔

جنٹل فرسٹ نے ایک بار پھر شیش محل کی طرف تنفر آمیز نظروں سے دیکھا جس کے پانچویں فلیٹ میں وہ اپنے چاروں ساتھیوں کو چھوڑ آیا تھا۔ کچھ دور چلنے کے بعد وہ اپنی کار کے قریب پہنچ گیا، وہ خوفزدہ نہیں تھا۔ حالانکہ اسے یقین تھا کہ وہ چاروں یقینی طور پر اس کا تعاقب کریں گے۔

اور پھر جب وہ کار ڈرائیو کر رہا تھا تو اس کے زانوؤں پر ایک چھوٹی سی رائفل رکھی ہوئی تھی اور عقب نما کا زاویہ کچھ بدل دیا گیا تھا۔ تاکہ تعاقب کرنے والوں کو نظر میں رکھا جائے۔ مگر رات کا وقت ہونے کی بناء پر اس قسم کی احتیاطی تدبیر فضول ہی ثابت ہوئی کیونکہ عقب نما آئینے میں وہ صرف اپنے پیچھے آنے والی کاروں کی ہیڈ لائٹس ہی دیکھ سکتا تھا۔ پھر شہر کی بھری پُری سڑکوں کا کیا کہنا۔ کاروں کا تار کب ٹوٹتا ہے۔ لیکن اسے بہرحال اپنا اطمینان کرنا تھا۔ اب اس نے دوسرا طریقہ اختیار کیا۔ اپنی کار کو سنسان اور تاریک گلیوں میں موڑنے لگا اور تھوڑی ہی دیر بعد اسے یقین آ گیا کہ کوئی اس کے تعاقب میں نہیں ہے۔ اس نے گود سے رائفل اٹھا کر نیچے ڈال دی۔

جنٹل فرسٹ ایک دراز قد آدمی تھا۔ عمر پینتیس اور چالیس کے درمیان رہی ہوگی۔ لیکن سر کے بال قبل از وقت صاف ہو گئے تھے۔ اس کی آنکھیں بہت جاندار تھیں اور اس سے اس کی جسمانی قوت کا اندازہ کر لینا بہت آسان تھا۔ ایسی سچی آنکھیں بہت کم آدمیوں کو نصیب ہوتی ہیں۔

اس نے اپنی کار کیفے جبران کے سامنے روک دی اور اتر کر سیدھا اندر چلا گیا۔ تیرہ نمبر کی میز خالی تھی اور اس پر ریزرویشن کی تختی رکھی ہوئی تھی۔

ویٹروں نے ہاتھ اٹھا اٹھا کر اسے سلام کیا۔ وہ اسے مسٹر ڈیکارٹس کے نام سے جانتے

تھے۔ حالانکہ اس کا یہ نام نہیں تھا۔ ان پانچوں نے دنیا کے پانچ مشہور فلسفیوں کے نام اختیار کرر کھے تھے۔ ڈیکارٹس، لائبنیز، اسپنوزا، ہیوم، برکلے۔ پتہ نہیں اس طرح وہ ان فلسفیوں کی ہنسی اڑانا چاہتے تھے یا کچھ اور مقصد تھا۔

جنٹل فرسٹ سیدھا منیجر کے کمرے کی طرف چلا گیا۔ بند دروازے پر دستک دی۔ اندر کچھ کھڑکھڑاہٹ سنائی دی۔ ایسا معلوم ہوا جیسے کرسیاں اور میزیں کھسکائی جارہی ہوں۔ پھر آواز آئی۔

"آجاؤ....!"

جنٹل فرسٹ نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا۔ منیجر میز پر دونوں کہنیاں ٹیکے بیٹھا دروازے کی طرف گھور رہا تھا۔ آنے والے کو دیکھ کر جلدی سے کھڑا ہوگیا۔

"آہا.... مسٹر ڈیکی۔ آیئے آیئے۔" اس نے کہا۔ وہ اسے ڈیکارٹس کی بجائے ڈیکی کہا کرتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کے دوست اسے ڈیکی ہی کہتے ہوں گے۔

جنٹل فرسٹ کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا اور اب اس نے دیکھا کہ کمرے میں ایک اینگلو انڈین لڑکی بھی موجود ہے۔

"میں ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں۔" جنٹل فرسٹ نے لڑکی کیطرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ضرور ضرور.... آیئے.... میرے ساتھ۔" منیجر نے اٹھ کر اپنی کرسی کھسکائی اور دوسرے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر چلنے کا اشارہ کیا۔

دونوں کمرے میں چلے گئے۔

"تیرہ نمبر کی میز کا ریزرویشن کس کے نام سے ہے۔" جنٹل فرسٹ نے اس سے پوچھا۔

"آپ کے نام سے مسٹر ڈیکی۔ آپ جیسا لاپرواہ اور فراخ دل رئیس آج تک ہماری نظروں سے نہیں گزرا۔ آپ صرف اس میز کے لئے ہمیں پانچ سو روپے ماہوار دیتے ہیں۔"

"اچھا تو اب اس میز کو میری عدم موجودگی میں بھی کوئی استعمال نہ کرنے پائے۔"

"ہرگز نہیں جناب۔ وہ تو ہمیشہ خالی پڑی رہتی ہے۔" منیجر نے کہا۔ "اس کو صرف آپ یا آپ کے احباب استعمال کرتے ہیں۔"

''اب میرے علاوہ اور کوئی نہیں.....سمجھ گئے نا آپ۔''

''آپ کے چاروں دوست بھی نہیں۔'' منیجر نے حیرت سے کہا۔

''جی ہاں.....وہ بھی نہیں۔ آپ انہیں منع کرتے وقت میرا حوالہ دے سکتے ہیں۔''

''بہت بہتر مسٹر ڈیکارلس۔''

وہ پھر اس کمرے سے منیجر کے آفس میں آ گئے۔ اینگلو انڈین اب بھی موجود تھی اور اب وہ جنٹل فرسٹ کو بڑی نشیلی آنکھیں بنا کر دیکھ رہی تھی۔ لیکن جنٹل فرسٹ کو عورتوں سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔

وہ منیجر کے کمرے سے نکل کر ہال میں آیا اور وہاں رکے بغیر آگے بڑھ گیا۔

باہر اس کی کار کھڑی تھی۔ اس نے اگلی نشست پر بیٹھ کر اسٹارٹ کیا، لیکن وہ کار کو آگے نہیں بڑھا سکا۔ کیونکہ ایک ٹھنڈی سی چیز اس کی گردن سے آ لگی تھی۔

اس جگہ بہت سی کاریں کھڑی تھیں اور اس حصے میں زیادہ روشنی نہیں تھی۔ جنٹل فرسٹ کو سر گھمانے تک کا موقع نہیں ملا۔

اس کے گلے سے خرخراہٹ کی آواز نکلنے لگی اور وہ پشت گاہ پر گردن ڈالے ہوئے اس طرح تڑپنے لگا جیسے کوئی ذبح کیا ہوا مرغ۔

چاروں طرف سناٹے کی حکمرانی تھی۔ یہ دراصل ایک گلی تھی اور یہاں اس وقت آمدورفت نہیں تھی۔ چونکہ سڑک پر کاریں کھڑی کرنے کا حکم نہیں تھا، اس لئے یہ گلی عام طور پر کاروں سے بھری رہا کرتی تھی۔ قریب ہی ایک سینما ہاؤز بھی ہونے کی وجہ سے پارک کی جانے والی کاروں کی زیادتی ہی رہتی تھی۔

جنٹل فرسٹ تڑپتا رہا۔ رائفل اب اس کی گود سے نیچے گر گئی تھی۔ آہستہ آہستہ خرخراہٹ کی آوازیں مدہم ہوتی گئیں اور پھر یک بیک وہ ٹھنڈا ہو گیا۔

گلی کی سناٹے کا وہی عالم رہا۔

دوسرا شو ختم ہونے پر جب تماشائی اپنی کاروں کے لئے گلی میں داخل ہوئے تو انہیں لاش کا علم ہو گیا....اور پھر....وہی ہوا جو ایسے مواقع پر عام طور پر ہوا کرتا ہے۔ اچھی خاصی سراسیمگی پھیل گئی۔ زیادہ تر لوگ اپنی کاریں گلی سے نکال کر ہوا ہو گئے۔ بہر حال کسی نہ کسی طرح پولیس کو اطلاع ہوئی۔ چونکہ یہ علاقہ کوتوالی ہی کے حلقے میں تھا اس لئے یہاں انسپکٹر جگدیش کی موجودگی ضروری تھی۔ اس نے موقعہ واردات کا معائنہ کیا اور ذرا ہی سی دیر میں اس کی عقل چکرا گئی۔ اگر کار کا انجن چل نہ رہا ہوتا تو شائد وہ اسے عام قسم کی وارداتوں سے زیادہ اہمیت نہ دیتا۔ لیکن ایسی صورت میں وہ سمجھے بوجھے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔

حالانکہ فریدی نے اس سے کہہ رکھا تھا کہ جب بھی وہ کسی پیچیدہ کیس سے دوچار ہو، اسے اپنی مدد کے لئے بلا سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی اسے فون کرتے وقت جگدیش ہچکچا رہا تھا۔ کیونکہ اب دو بجنے والے تھے، بہر حال اس نے ایک پبلک کال بوتھ سے فریدی کو فون کر ہی دیا۔ فریدی گھر ہی پر موجود تھا، اور ابھی تک سویا نہیں تھا۔

ٹھیک تین بجے وہ حمید سمیت موقعہ واردات پر پہنچ گیا۔ حمید کو شائد وہ جگا کر لایا تھا۔ اس لئے کہ جگدیش کا سامنا ہوتے ہی حمید نے منہ پھیر لیا۔

فریدی نے بہت خاموشی سے لاش کا جائزہ لیا۔ لاش کے پیروں کے قریب پڑی ہوئی رائفل خاص طور پر اس کی توجہ کا مرکز تھی۔ جگدیش کو توقع تھی کہ فریدی اس سلسلے میں کوئی نیا انکشاف کرے گا، لیکن اس نے اس کے متعلق کچھ بھی نہیں کہا۔

''کیا تمہیں کوئی ایسا آدمی بھی ملا جو لاش کو شناخت کر سکے۔'' اس نے جگدیش سے پوچھا۔

''جی ہاں.... کیفے جبران والے۔ وہ ان کا مستقل گاہک تھا۔ منیجر کا بیان ہے کہ وہ گیارہ

بجے کیفے میں آیا تھا۔"

"اوہ....اچھا۔تو میں منیجر ہی سے گفتگو کروں گا۔" فریدی بولا۔

جگدیش انہیں کیفے جبران میں لایا۔ اس نے پہلے ہی منیجر کو پابند کر دیا تھا کہ وہ اسے اطلاع دیئے بغیر کہیں نہ جائے۔ جگدیش کو دیکھتے ہی وہ دبی زبان سے اس کی نادر شاہی کے خلاف احتجاج کرنے لگا۔

"اوہ.... دیکھئے۔" فریدی نے نرم لہجے میں کہا۔ "بات ہی ایسی ہے....صرف آپ ہی یہاں ایسے ہیں جس سے ہمیں مقتول کے متعلق کچھ معلوم ہوسکتا ہے۔ کیا آپ اس کا نام بتا سکیں گے۔"

"نام....جی ہاں....مسٹر ڈیکارٹس...."

"ڈیکارٹس!" فریدی نے حیرت سے دہرایا اور حمید کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا یہ مستقل گاہک تھا۔" فریدی نے پوچھا۔

"ایک عجیب وغریب گاہک جناب۔ انہوں نے تقریباً ایک سال سے تیرہ نمبر کی میز مخصوص کرا رکھی تھی اور اس کے لئے وہ ہر ماہ مبلغ پانچ سو روپے ادا کرتے تھے۔"

"شاید آپ کو نیند آ رہی ہے۔" حمید برجستہ بولا۔

"نہیں جناب۔" منیجر نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "میں جاگ رہا ہوں.... مجھے یقین ہے کہ اس پر مشکل ہی سے کسی کو یقین آئے گا۔ مگر یہ حقیقت ہے۔ ہمارے کئی ویٹر اسے ایک سال سے یہاں دیکھ رہے ہیں۔"

"خوب....!" فریدی کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں اور اس نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔ "کیا وہ یہاں تنہا بیٹھا کرتا تھا۔"

"جی نہیں، چار آدمی اور بھی ہیں اور ہاں دیکھئے....شاید اس سے کچھ کام چل سکے۔ گیارہ بجے مسٹر ڈیکارٹس اسی لئے یہاں آئے تھے کہ آئندہ ان چاروں کو اس میز پر نہ بیٹھنے دیا جائے۔"

"کیا مطلب....؟"

"انہوں نے کہا تھا کہ کل سے ان چاروں کو اس میز پر نہ بیٹھنے دیا جائے۔ جی ہاں اتنی

بات کے علاوہ انہوں نے اور کچھ نہیں کہا تھا۔''

''کیا آپ ان چاروں کو پہچان سکیں گے؟''

''جی ہاں.... ضرور۔ میں آپ کو ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں۔ ایک صاحب اسپنوزا ہیں، دوسرے لابنیز، تیسرے ہیوم اور چوتھے برکلے۔''

''اور آپ....!'' حمید غرایا۔ ''آپ غالباً شلائر مافریا فوئیر باخ ہوں گے۔ یہ کیفے ہے یا فلسفیوں کا بھنگ خانہ۔''

''آپ مقتول کے گھر کا پتہ تو ضرور جانتے ہوں گے۔'' فریدی نے کہا۔ ''دیکھئے جواب نفی میں نہ دیجئے گا۔ ایسے پراسرار گاہک کے متعلق آپ نے پوری چھان بین کی ہوگی۔''

''مجھے اس سے انکار نہیں ہے جناب۔'' منیجر مسکرا کر بولا۔ ''میں نے کئی بار ان پانچوں کا چھپ کر تعاقب کیا تھا۔ لیکن کامیاب صرف ایک ہی بار ہوا تھا۔ لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ ان پانچوں میں سے کس کی قیام گاہ ہے۔''

''پتہ....!'' فریدی نے جیب سے نوٹ بک نکالتے ہوئے کہا۔

''شیش محل کا پانچواں فلیٹ۔''

فریدی نے نوٹ بک میں جلدی جلدی کچھ لکھ کر اسے بند کرتے ہوئے پوچھا۔ ''کیا یہ روزانہ یہاں بیٹھتے تھے۔''

''جی نہیں.... اکثر کئی کئی دن تک نہیں آتے تھے۔''

''کیا کبھی کوئی عورت بھی ان کے ساتھ ہوتی تھی۔''

''جی نہیں۔ میں نے اس ایک سال کے عرصے میں ان کیساتھ کبھی کوئی عورت نہیں دیکھی۔''

''کیا پہلے بھی کبھی اس نے یہ کہا تھا کہ اسکے چاروں دوستوں کو اس میز پر نہ بیٹھنے دیا جائے۔''

''کبھی نہیں جناب۔ اس پر تو مجھے حیرت تھی۔ میرا خیال ہے کہ وہ پانچوں نہ صرف ہم خیال تھے بلکہ ان کے عادات و اطوار بھی ایک سے تھے۔''

''عادات و اطوار سے آپ کو واقفیت تھی۔'' فریدی نے اسے تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''پھر تو آپ ان کی متعلق بہت کچھ جانتے ہوں گے۔''

''آپ میرا مطلب نہیں سمجھے۔'' منیجر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ''یہ میرا اندازہ ہے کہ وہ ایک ہی جیسے عادات و خصائل رکھتے ہوں گے۔ آدمی کی صورت ہی دیکھ کر اس کے متعلق بہتیری رائیں قائم کی جاسکتی ہیں اور میرا دعویٰ ہے کہ ان میں کبھی غلط نہیں ہوتیں۔''

''خیر....!'' فریدی آہستہ سے بولا۔ ''کیا اس کے یہاں سے جانے کے بعد ان چاروں میں سے کوئی نظر آیا تھا۔''

''جی نہیں۔''

''اچھا.... بہت بہت شکریہ۔ آپ غالباً اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتے۔''

''جانتا ہوتا تو آپ کو سوال کرنے کی زحمت ہی نہ کرنی پڑتی۔''

''اچھا جناب۔'' فریدی اٹھتا ہوا بولا۔ ''ہوسکتا ہے کہ آپ کو پھر زحمت دی جائے۔''

''اوہ.... ضرور! میں ہر وقت حاضر ہوں۔''

وہ کیفے سے باہر آگئے۔ جگدیش نے منیجر کو کیفے بند کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ حمید بڑبڑا رہا تھا۔ ''اب کسی دن ہمیں سکندر اعظم اور چنگیز خاں کی لاشوں سے بھی دوچار ہونا پڑیگا۔''

''واقعی یہ بڑی مضحکہ خیز بات ہے کہ انہوں نے پانچ مشہور فلسفیوں کے نام اختیار کرر کھے تھے۔'' فریدی نے کہا اور کسی سوچ میں پڑ گیا۔

پھر اس نے جگدیش سے کہا۔ ''اچھا بھئی میں تو چل دیا۔ اب کل شام تک تم مجھ سے مل سکتے ہو۔ مرنے والے کی انگلیوں کے نشانات لے لینا اور وہ رائفل۔ اسے بہت احتیاط سے پیک کر کے فنگر پرنٹ ڈیپارٹمنٹ میں بھجوا دینا۔ کار کی جو کھڑکی کھلی ہوئی تھی.... مگر نہیں۔ پوری کار پر انگلیوں کے نشانات کی تلاش ضروری ہے۔ اچھا بھئی تو کل ضرور ملنا۔ فی الحال ایک معمولی سی رپورٹ مرتب کرلو۔ یہ کیس بڑا دلچسپ ہے۔''

حمید اور فریدی کار میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہوگئے۔

''میرا سر پھٹا جارہا ہے۔'' حمید منمنایا۔

''بس شیش محل تک۔ اس کے بعد ہم گھر واپس جائیں گے۔''

''اچھا جناب!'' حمید انگڑائی لے کر بولا۔ ''مگر خدا کا شکر ہے کہ یہ سرخ دائرہ اینڈ کمپنی

کی حرکت نہیں ہے۔"

فریدی کچھ نہیں بولا۔ کار فراٹے بھرتی رہی۔ اس وقت ساری سڑکیں سنسان پڑی تھیں۔ اس لئے کار طوفان کی طرح آگے بڑھ رہی تھی۔

"سرخ دائرہ۔" فریدی تھوڑی دیر بعد آہستہ سے بڑبڑایا "آج آفس میں آصف کی میز پر بھی ایک سرخ دائرہ دیکھا گیا ہے۔"

حمید اور ریکھا

وہ شیش محل پہنچ گئے۔ عمارت سنسان پڑی تھی۔ کہیں کہیں کھڑکیوں میں روشنی نظر آ رہی تھی۔ ورنہ پوری عمارت تاریکی سے ہم آغوش تھی۔

ساڑھے چار بج رہے تھے۔ پانچویں فلیٹ کے سامنے وہ رک گئے۔

حمید نے بڑھ کر دروازہ پیٹنا شروع کر دیا۔ لیکن شاید وہ اندر سے بند ہی نہیں تھا کیونکہ دوسرے یا تیسرے جھٹکے پر دونوں پٹ کھل گئے۔

اندر اندھیرا تھا۔ فریدی نے جیب سے ٹارچ نکال کر روشن کر لی۔ یہ کمرہ بالکل خالی تھا۔ یہاں کسی قسم کا فرنیچر بھی نہیں تھا۔ دیواریں ننگی پڑی تھیں۔

وہ آگے بڑھے۔ اس کے بعد ہی ایک چھوٹا سا کمرہ اور تھا۔ یہاں انہیں صرف ایک گول میز دکھائی دی جس کے گرد پانچ کرسیاں پڑی تھیں۔

یہ فلیٹ ان ہی دونوں کمروں پر مشتمل تھا اور یہاں ایک میز اور پانچ کرسیوں کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔

فریدی نے سوئچ دبا کر کمرے میں روشنی کر دی اور ٹارچ کو جیب میں ڈال کر متحیرانہ انداز میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"بڑی عجیب بات ہے۔ اس میز پر بھی ۱۳ کا ہندسہ موجود ہے۔" فریدی آہستہ سے

بولا۔ ''اور پانچ کرسیاں.... اوہو.... کسی چیز کو ہاتھ نہ لگانا۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ ہمیں یہاں انگلیوں کے نشانات نہ ملیں۔''

وہ تقریباً پندرہ یا بیس منٹ تک انہی کمروں میں ٹہلتے رہے۔ پھر فریدی نے کہا۔ ''اب ہمیں آس پاس کے آدمیوں سے ملنا چاہئے۔''

حمید نے اندازہ کرلیا تھا کہ ابھی فریدی کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔ اس لئے وہ کسی بات میں دخل نہیں دے رہا تھا اور ویسے بھی چونکہ اسے سوتے سے اٹھ کر آنا پڑا تھا اس لئے اس کا موڈ بھی ٹھیک نہیں تھا۔

انہیں پڑوسیوں کو جگانا پڑا۔ لیکن جاگنے والے یہ معلوم کر کے خوش نظر آنے لگے تھے کہ فلیٹ نمبر پانچ کے متعلق معلومات بہم پہنچانے والے پولیس سے تعلق رکھتے ہیں۔ ورنہ پہلے تو ان کے چہروں پر ناگواری کے آثار ضرور نظر آئے تھے۔

انہوں نے بتایا کہ یہ فلیٹ زیادہ تر مقفل ہی رہتا ہے۔ اکثر پانچ آدمی وہاں آیا کرتے تھے۔ کچھ دیر بیٹھتے اور چلے جاتے اور فلیٹ مقفل کردیا جاتا۔ پڑوسی ان کی طرف سے مطمئن نہیں تھے۔ انہیں یقین تھا کہ وہ بُرے آدمی ہیں اور کسی بُرے ہی مقصد کی تحت انہوں نے یہ فلیٹ حاصل کیا ہے۔ انہوں نے ان پانچوں کے حلئے بھی بتائے لیکن بیانات میں اختلاف تھا۔

بہرحال پڑوسیوں سے انہیں کوئی مدد نہ مل سکی۔ لیکن فریدی کا خیال تھا کہ وہ بے نیل و مرام واپس نہیں جارہا ہے۔ قریبی تھانے سے دو کانسٹیبل طلب کر کے اس نے وہاں ان کی ڈیوٹی لگادی تھی اور اب وہ فنگر پرنٹ ڈیپارٹمنٹ کے فوٹو گرافروں کو وہاں بلانے کیلئے فون کرنے جارہا تھا۔

''اس سے کیا فائدہ ہوگا۔'' حمید نے پوچھا۔

''ہوسکتا ہے کہ یہاں ہمیں مقتول کی انگلیوں کے نشانات بھی مل جائیں۔''

''کیا آپ کو کیفے جبران کے منیجر کے بیان پر یقین نہیں تھا۔''

''تاوقتیکہ مجھے مکمل ثبوت نہ مل جائے میں کسی بات پر بھی یقین نہیں کرتا۔''

فنگر پرنٹ ڈیپارٹمنٹ کے فوٹو گرافروں کے لئے فون کرنے کے بعد وہ گھر کی طرف

واپس ہوئے۔فریدی کار ڈرائیو کر رہا تھا اور حمید اس کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔اس کی پلکیں نیند کے دباؤ سے جھکی جارہی تھیں۔اچانک فریدی بڑبڑانے لگا۔

''بہت دنوں کے بعد اب کیس ہاتھ آیا ہے....حمید صاحب....آپ کا کیا خیال ہے۔''

''میرا خیال ہے کہ میں اس مہم میں شریک ہو جاؤں جو آئندہ سال چاند میں جارہی ہے۔''

''چاند میں چاند سی لڑکیاں نہیں ہوتی حمید صاحب! وہاں بھی تو تمہیں پتھر اور ریت کے سوا کچھ نہ ملے گا۔''

''آپ تو نہ ہوں گے وہاں۔''

''اتنا اکتا گئے ہو مجھ سے۔''

بات آگے نہ بڑھ سکی کیونکہ حمید نے کھڑکی سے لگ کر خراٹے شروع کردیئے تھے۔

اسی دن تین بجے فریدی نے حمید سے بتایا کہ شیش محل کی فلیٹ نمبر پانچ کی میز اور کرسیوں پر پائے جانے والے نشانات میں مقتول کی انگلیوں کے نشانات بھی موجود ہیں۔

''اور حمید صاحب۔'' اس نے کہا۔''اگر آپ ہوائی قلعے نہ بنانے کا وعدہ کریں تو ایک بات اور بھی بتاؤں۔''

''بشرطیکہ اس میں کسی لڑکی کا تذکرہ شامل نہ ہو۔''

''ہوسکتا ہے کہ آصف سے تمہارا ٹکراؤ ہو ہی جائے۔''

''آہا....خدا کی قسم مزہ آجائے گا۔''

''اس فلیٹ میں مجھے سرخ رنگ کی چاک کے دو ٹکڑے بھی ملے تھے۔'' فریدی نے آہستہ سے کہا۔

لیڈی انسپکٹر مس ریکھا کنکس لین کی عمارت زوردا اسکوائر کے آس پاس منڈلا رہی تھی۔ وہ ابھی تک اس عمارت میں ہونے والے قتل کے متعلق کچھ بھی نہیں معلوم کرسکی تھی۔ ویسے زیادہ

تر اس کا وقت اس کلیو پر غور کرنے میں گزرا تھا جس کی طرف فریدی نے اشارہ کیا تھا۔

مقتول کے گھر والوں نے تو کوئی ایسی بات نہیں بتائی تھی جس سے اسبابِ قتل پر روشنی پڑسکتی۔ لہٰذا فی الحال وہ کلیو اس کے لئے بیکار ہی تھی۔

اس نے مقتول کے حلقہ احباب میں بھی پوچھ گچھ کا سلسلہ جاری رکھا تھا۔ لیکن وہ آصف کو اپنی کاروائی کی رپورٹ نہیں دیتی تھی اور آصف نے بھی اسے ناکارہ تصور کر کے نظر انداز کر رکھا تھا۔ وہ کبھی سوچ ہی نہیں سکتا تھا کہ عورتیں بھی اس کے دوش بدوش کام کرنے کی اہل ہوسکتی ہیں۔

ریکھا زوردا اسکوائر کے سامنے سے گذرتی ہوئی چیتھم روڈ پر نکل آئی اور یہاں اچانک اس کی ملاقات کیپٹن حمید سے ہوگئی جو ایک تمباکو فروش کے یہاں پائپ کا تمباکو خرید رہا تھا۔

''اوہو! مس ریکھا۔ آپ کون سا تمباکو پیتی ہیں۔''

''میں تمباکو خریدنے نہیں آئی۔'' ریکھا مسکرا کر بولی۔

''اوہو.... معاف کیجئے گا.... ہم....!''

''میں آپکا تھوڑا سا وقت برباد کرنا چاہتی ہوں۔'' ریکھا چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

''وقت کبھی برباد نہیں ہوا کرتا مس ریکھا۔ فرمایئے میں کیا خدمت کرسکتا ہوں۔''

''کنکس لین والے کیس....!''

حمید کھانسنے لگا اور ریکھا جملہ پورا نہ کرسکی۔

''دیکھئے ہم یہاں سڑک پر اطمینان سے گفتگو نہ کرسکیں گے۔'' اس نے کہا۔ ''یہاں سے آرلکچو قریب ہے اور وہاں کی چائے بھی بڑی اچھی ہوتی ہے۔''

پھر اس نے کار کی طرف اشارہ کیا اور ریکھا پچھلی نشست پر جا بیٹھی۔ آرلکچو تک پہنچنے میں پانچ منٹ سے زیادہ عرصہ نہیں لگا۔

روز کی طرح آج بھی آرلکچو میں کافی رونق تھی۔ وہ ایک خالی کیبن میں چلے گئے۔

''آج میں کسی یتیم خرگوش کی طرح اداس ہوں۔'' حمید بیٹھتے ہی بولا۔

''نہیں جناب۔ اس سے کام نہیں چلے گا۔'' ریکھا نے ہنس کر کہا۔ ''محکمے کی ٹاپ سٹ

لڑکیوں سے میں آپ کی تعریف سن چکی ہوں۔"

"تو پھر....!" حمید نے حیرت سے کہا۔ "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

"کچھ نہیں! ہاں تو میں کہنا چاہتی ہوں کہ کنگس لین والے کیس....!"

"ٹھہریئے۔ پہلے آپ یہ بتایئے کہ آپ کی پارٹی کی معلومات کیا ہیں۔"

"میں نہیں جانتی۔ سب الگ الگ کام کر رہے ہیں اور میں نے تو ابھی تک آصف کو کوئی رپورٹ نہیں دی۔"

"اور نہ آئندہ دیں گی۔"

"خیال تو یہی ہے۔"

"خیر....اچھا تو آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔"

"وہ کلیو.... مجھے الجھن میں ڈالے ہوئے ہے۔ مقتول کے بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر رنگین چاک کے نشانات۔"

"میں آپ کے لئے تھوڑا بہت کام کرتا ہی رہا ہوں۔" حمید نے سنجیدگی سے کہا اور پھر کیبن میں داخل ہونے والے ویٹر کو آرڈر کی تفصیل سمجھانے لگا۔

"اوہ....آپ خواہ مخواہ تکلیف کر رہے ہیں۔" ریکھا بڑبڑائی۔ ویٹر جا چکا تھا۔

"ہاں تو میں کہہ رہا تھا.... مقتول کے متعلق میں نے معلوم کیا ہے کہ وہ بائیں ہاتھ سے لکھنے کا عادی تھا۔"

"اوہ....!" ریکھا سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"ایسی صورت میں دو ہی باتیں سوچی جا سکتی ہیں۔" حمید نے کہا۔ "یا تو وہ دائرہ خود مقتول ہی نے بنایا تھا یا پھر قاتل دوسروں کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ دائرہ مقتول کے علاوہ اور کسی نے نہیں بنایا۔ دونوں ہی صورتیں پیچیدگیوں سے خالی نہیں ہیں۔ پہلی صورت میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ مقتول نے دائرہ کیوں بنایا اور دوسری صورت میں اس کے علاوہ اور کیا سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ قاتل اس دائرے کو مقتول سے کیوں منسوب کرنا چاہتے ہیں۔"

"جی ہاں.... یقیناً....!" ریکھا بولی۔

''اچھا یہ تو ہوئی کلیو کی بات....اب مقتول کی شخصیت کی طرف آیئے۔ وہ یہاں کا ایک سرمایہ دار تھا۔ اسے چند نامعلوم آدمیوں نے قتل کر دیا۔ چند آدمی اس لئے کہہ رہا ہوں کہ مقتول کے کمرے کی ابتری اسی چیز کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ صرف دو آدمیوں کی لڑائی پورا کمرہ نہیں الٹ سکتی۔ خیر ہاں تو اس کے قتل کے سلسلے میں سرخ دائرے کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ اس سے پہلے بھی شہر میں تین قتل ہو چکے ہیں اور ان میں بھی وہی سرخ دائرہ سامنے آیا تھا۔ قتل کے علاوہ بھی متعدد وارداتوں میں سرخ دائرہ نظر آتا رہا ہے۔ مگر فی الحال ہم صرف مختلف آدمیوں کے قتل ہی کے سلسلے میں اس کا جائزہ لیں گے۔ سارے مقتولین میں صرف ایک چیز مشترک نظر آتی ہے آپ نے پچھلے ریکارڈ تو دیکھے ہیں۔''

''جی ہاں....دیکھے ہیں۔''

''اچھا تو بتایئے کہ وہ مشترک چیز کیا ہے۔''

ریکھا سوچنے لگی۔ حمید خاموشی سے کیبن کے باہر دیکھتا رہا۔ تقریباً پانچ منٹ گذر گئے۔ لیکن ریکھا نے کوئی جواب نہ دیا۔

''آپ نے پچھلی رپورٹیں غور سے نہیں پڑھیں۔'' حمید نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔

''ہوسکتا ہے۔''

''نہیں کھلے ہوئے الفاظ میں اعتراف کیجئے۔''

''چلئے کرلیا۔'' ریکھا ہنس کر بولی۔

''ان میں مشترک چیز گھوڑ دوڑ ہے۔'' حمید نے کہا۔

''کیا....؟ میں نہیں سمجھی۔''

''آہا....!'' حمید زہر خند کے ساتھ بولا۔ ''گھوڑ دوڑ....اس دوڑ کو کہتے ہیں جس میں گدھے دوڑائے جاتے ہیں۔''

''یہ نہیں....آپ میرا مافی الضمیر نہیں سمجھے۔ گھوڑ دوڑ ان میں مشترک ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔''

''وہ سب کسی نہ کسی طرح گھوڑ دوڑ سے ضرور متعلق تھے۔ پچھلے تین قتل، اگر آپ کو یاد

ہوتو....مگر نہیں آپ کو کیا یاد ہوگا۔ مقتولوں میں سے دو تو جاکی تھے اور ایک گھوڑے کا مالک۔ کنکس لین والا مقتول بھی ریس میں دوڑنے والے دو گھوڑوں کا مالک تھا۔ غالباً اب آپ سمجھ گئی ہوں گی۔"

"جی ہاں....جی ہاں۔" ریکھا نے کہا۔ وہ کچھ بے چین سی نظر آنے لگی تھی۔

"لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ آپ اسی لائن پر کام کیجئے۔ کوئی دشواری پیش آئے تو میں حاضر ہوں۔"

ریکھا نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ چائے اور اس کے لوازمات میز پر لگائے جا چکے تھے۔ دونوں خاموشی سے چائے پیتے رہے۔

جنٹل تھرڈ نے جلدی جلدی کھڑکیوں کے شٹر چڑھا دیئے۔ پتہ نہیں یہ اس کا وہم تھا یا حقیقت تھی۔ اسے کھڑکیوں کے شیشوں سے ایک سایہ دکھائی دیا تھا اور پھر وہ پل بھر میں نظروں سے غائب بھی ہوگیا تھا۔

وہ کھڑکیاں اور دروازے بند کرکے کمرے میں بیٹھ گیا۔ پھر اچانک اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی دروازے پر دستک دے رہا ہو۔

"کون ہے؟" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"میں ہوں جناب ویٹر....آپ کا فون ہے۔"

"میری کال ہے۔"

"جی ہاں جناب۔"

"اچھا....ویٹر شکریہ۔ میں ابھی آتا ہوں۔ ہولڈ آن رکھو۔"

جنٹل تھرڈ ایک ایسی عمارت میں مقیم تھا جس کے نچلے حصے میں ایک چھوٹا سا ہوٹل تھا اور

جنٹل تھرڈ کے پیغامات اسی ہوٹل کے فون پر آیا کرتے تھے۔ جنٹل تھرڈ نے جلدی جلدی پتلون چڑھائی اور ٹائی کے بغیر ہی کوٹ پہن کر کمرے سے نکل آیا۔

ہوٹل کے منیجر کے انداز استقبال سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کی نظروں میں انتہائی قابل احترام شخصیت ہے۔ جنٹل تھرڈ نے ریسیور اٹھالیا۔

''ہیلو.... کون ہے؟''

''برکلے!'' دوسری طرف سے آواز آئی۔

''میں اسپنوزا ہوں۔'' جنٹل تھرڈ نے کہا۔

''کسی نے پچھلی رات جنٹل فرسٹ کو قتل کر دیا۔ کیفے جبران والی گلی میں۔''

''اوہ....!'' جنٹل تھرڈ کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹتے چھوٹتے بچا۔

''شیش محل والے فلیٹ پر پولیس کا قبضہ ہے۔'' دوسری طرف سے آواز آئی۔

''ناممکن....!'' جنٹل تھرڈ نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

''ناممکن تو مجھے بھی معلوم ہوتا ہے۔'' دوسری طرف سے کہا گیا۔ مگر یہ حقیقت ہے، مجھے ملی ہوئی اطلاع غلط نہیں ہوسکتی۔ بہرحال بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ میرا خیال ہے کہ پولیس ہمارے وجود سے واقف ہوگئی ہے۔''

''مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آخر اسے کس طرح علم ہوا۔''

''اوہو! ذرا سوچنے کی عادت ڈالو۔ کیا کیفے جبران کے منیجر اور دوسرے ملازمین نے جنٹل فرسٹ کی لاش شناخت نہ کی ہوگی اور کیا پولیس کو ہمارے متعلق نہ بتایا ہوگا۔''

''مگر اس ٹھکانے کا علم ان لوگوں کو کیسے ہوسکتا ہے۔'' جنٹل تھرڈ نے کہا۔

''یہی بات میری سمجھ میں بھی نہیں آتی۔'' دوسری طرف سے آواز آئی۔ ''بہرحال بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔''

''میں نہیں سمجھ سکتا کہ مجھے کیا کرنا ہوگا۔''

''تو کیا تم بہت زیادہ خوفزدہ ہو۔'' دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''نہیں قطعی نہیں!''

''اچھا تو پھر آج رات کو ہم کہاں ملیں گے۔'' دوسری طرف سے آواز آئی۔

''اگر حالات یہی ہیں تو ہمیں فی الحال ملنا ملانا ترک کر دینا چاہیۓ۔'' جنٹل تھرڈ نے کہا۔

''نہیں آج تو ہمیں یقینی طور پر کہیں نہ کہیں ملنا ہے۔ حالات خطرناک صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ ہمیں اس نامراد سرخ دائرے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا۔''

''تم کہاں سے بول رہے ہو۔''

''ایک پبلک کال بوتھ سے۔'' دوسری طرف سے آواز آئی۔

''اچھا تو ہم آج ملیں گے.... مگر کہاں؟''

''کیفے جبران ہی میں۔'' دوسری طرف سے آواز آئی۔ ''حالانکہ یہ چیز خطرناک ہی ہوگی' مگر ہم تھوڑا سا میک اپ کر لیں گے۔ پہچان کے لئے ہماری ٹائیاں سیاہ رنگ کی ہوں گی۔ اسے یاد رکھنا۔ اوہو.... اچھا بس۔''

سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے اچانک کوئی خطرہ سر پر دیکھ کر بولنے والا خاموش ہو گیا ہو۔

کیفے میں بھوت

فریدی نے اس آدمی کی طرف غور سے دیکھا جو کچھ کاغذات اس کے سامنے رکھ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا تھا۔

''سب کچھ مکمل ہے۔'' اس نے پوچھا۔

''جی ہاں.... سب مکمل ہے۔''

''شکریہ.... اب تم جا سکتے ہو۔''

وہ آدمی چلا گیا اور فریدی اس کے لائے ہوئے کاغذات کو الٹنے پلٹنے لگا۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔ چپراسی اندر آیا۔

''حمید صاحب کو بھیج دو۔'' فریدی کاغذات پر نظر جمائے ہوئے بولا۔

پھر شاید پانچ یا چھ منٹ بعد حمید کمرے میں داخل ہوا۔ فریدی نے سر کی جنبش سے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ لیکن کاغذات سے اس کی نظر نہیں ہٹی تھی۔

حمید کے چہرے پر ناگواری کے آثار نہیں تھے۔ ریکھا کا قدم درمیان میں نہ ہوتا تو اس سے اتنی مستعدی کی توقع خواب و خیال ہی کی بات ہوتی۔ آج کل وہ صحیح معنوں میں کام کرنے کے موڈ میں تھا۔

''کیوں؟ کیا رہا؟'' فریدی نے تھوڑی دیر بعد سر اٹھا کر کہا۔

''مقتول کی تصویر اشاعت کے لئے پریس کو دے دی گئی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اب اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے اس کی قیام گاہ کا پتہ معلوم ہو گیا ہے۔''

''وہ کیسے....؟''

''ڈیلی میل کے منیجر نے وہ تصویر شناخت کر لی ہے۔ وہ بھی اس کا نام ڈیکارٹس بتاتا ہے۔ وہ دنوں ایک ہی عمارت کے دو مختلف حصوں میں رہتے تھے۔''

''ہوں.... مگر اب تصویر کی اشاعت کو تم غیر ضروری کیوں سمجھتے ہو۔'' فریدی نے پوچھا۔

''مقصد یہی تھا نا کہ ہمیں اس کی قیام گاہ کا پتہ معلوم ہو سکے۔''

''قطعی نہیں۔'' فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ''محض قیام گاہ کا پتہ معلوم ہونے سے کیا ہو سکتا ہے۔ یہ تو طے شدہ بات ہے کہ ڈیکارٹس فرضی نام تھا۔ ہو سکتا ہے کہ تصویر کی اشاعت کے بعد ہمیں اس کے متعلق کچھ اور بھی معلوم ہو سکے۔ ہاں کیا تم اس کی قیام گاہ پر گئے تھے۔''

''میں ابھی وہیں سے آ رہا ہوں۔'' حمید نے کہا۔ ''مگر یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اس کے یہاں کوئی نوکر نہیں تھا۔''

''مکان کی تلاشی لی تھی۔''

''ابھی نہیں.... جگدیش تلاشی کا وارنٹ حاصل کرنے گیا ہے۔''

''ہاں.... اچھا.... وہ تو ہوتا ہی رہے گا۔ لیکن اب دوسری بات سنو۔ وہ رائفل جو مقتول کی کار پر ملی تھی اس پر مقتول ہی کی انگلیوں کے نشانات ہیں۔''

''یعنی خودکشی۔''

''نہیں.... خودکشی تو نہیں ہوسکتی کیونکہ گولی گردن پر بائیں طرف لگی تھی۔ اگر سامنے کے حصے کی بات ہوتی تو کسی حد تک خودکشی کا شبہ کیا جاسکتا تھا۔''

''کیوں....!''

''خودکشی کرنے والے عموماً نرخرے یا دل کے مقام پر فائر کرتے ہیں تاکہ موت جلدی واقع ہو اور انہیں اذیت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ موت جانکنی سے زیادہ خوفناک نہیں ہوتی۔ خیر اسے بھی چھوڑو۔ آدمی آسانی پسند واقع ہوا ہے۔ آسانی پسند کو اگر فطرت ثانیہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ تم خود کوشش کرکے دیکھ لو۔ رائفل کی نال اپنی گردن کے دائیں بائیں پہلو پر رکھ کر ٹریگر تک ہاتھ لے جاؤ۔ یقیناً یہ چیز تمہارے لئے دقت طلب ہوگی۔ لیکن تم رائفل کی نال اپنے نرخرے پر رکھ کر اور اس کے کندے کو زمین پر ٹکا کر پیر کے انگوٹھے سے ٹریگر بہ آسانی دبا سکتے ہو۔ خیر چھوڑو اس تذکرے کو کام کی بات کرو۔ خودکشی کے لئے وہ گلی موزوں نہیں تھی جبکہ اس کا اپنا گھر بھی موجود تھا۔''

''تو مجھے اب کیا کرنا چاہئے۔'' حمید نے پوچھا۔

''کیفے جبران پر نظر رکھو.... میز نمبر تیرہ.... پانچ آدمی.... پانچواں فلیٹ.... وہاں بھی صرف ایک ہی میز اور اس پر بھی تیرہ کے ہندسے کی موجودگی۔ یہ ساری چیزیں بڑی عجیب ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ لوگ جواری یا سٹہ باز ہیں۔ اسی قسم کے لوگ طاق اعداد کو سعد تصور کرتے ہیں۔ پانچ اور تیرہ دونوں ہی طاق اعداد ہیں۔''

اچانک فریدی خاموش ہوکر کچھ سوچنے لگا۔ پھر بڑی تیزی سے اٹھا۔

''میرے ساتھ آؤ۔'' کہتا ہوا وہ دروازے سے نکل گیا۔

حمید نے بُرا سامنہ بنا کر شانوں کو جنبش دی۔ لیکن اسے ہر حال میں فریدی کے ساتھ جانا تھا۔ خواہ وہ اسے جہنم ہی میں لے جاتا لیکن اس نے اسے آج تک اس طرح آفس سے اٹھ کر بھاگتے نہیں دیکھا تھا۔

حمید کے بیٹھتے ہی کار حرکت میں آگئی۔ فریدی اسے تیز سے تیز چلانے کی کوشش کررہا

تھا۔ گھر تک پہنچنے میں دس منٹ سے زیادہ نہیں لگے اور فریدی لائبریری میں جا گھسا۔

دوسرے ہی لمحے میں وہ پرانے رسائل اور اخبارات کی بڑی الماری خالی کر رہا تھا۔ حمید نے محسوس کیا کہ وہ اس ڈھیر میں سے صرف ایک ماہنامے کے شمارے الگ کر رہا ہے۔ یہ ماہنامہ ''اسپورٹ'' تھا۔

جب وہ بیس یا بائیس پرچے الگ کر چکا تو ورق گردانی کی باری آئی۔

وہ بڑی تیزی سے ان کے ورق الٹ الٹ کر انہیں ایک طرف ڈالتا جا رہا تھا۔

''آہا....!'' یک بیک اس کے منہ سے ایک ہلکی سی تحیر آمیز آواز نکلی اور اس نے وہ شمارہ حمید کے سامنے ڈال دیا۔ جس کی ورق گردانی کر رہا تھا۔

''ارے....!'' حمید پتلون کی کریز سنبھالے بغیر فرش پر دو زانوں بیٹھتا ہوا بڑبڑایا۔

''یہ تو اسی کی تصویر ہے۔''

''نہیں ٹھہرو....!'' فریدی نے آہستہ سے کہا۔ ''اس کی وہ تصویر بھی لاؤ۔''

''میرے پاس ہی موجود ہے۔'' حمید نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

اس نے ڈیکارلس یا اس پراسرار آدمی کی لاش کی تصویر نکالی جس کے لئے کیفے جبران کی تیرھویں میز دائمی طور پر مخصوص تھی۔

''ذرہ برابر بھی فرق نہیں ہے جناب۔'' اس نے رسالے میں چھپی ہوئی تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

''اب تصویر کے نیچے کا مضمون پڑھو۔'' فریدی بولا۔

''مسٹر جوزف بارڈ۔'' حمید پڑھنے لگا۔ ''جنہوں نے ۱۸ فروری کی ریس میں پچاس ہزار کی رقم جیتی۔ انہوں نے اپنا سارا سرمایہ یلو پینتھر نامی گھوڑے پر لگا دیا۔ جس پر نمبر ۱۳ تھا....لکی تھرٹین مسٹر بارڈ ایک زندہ دل اور یار باش آدمی۔ ان کا خیال ہے کہ یہ رقم ان کے پاس زیادہ دنوں تک نہیں رکے گی۔''

حمید خاموش ہو گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بڑبڑایا۔ ''یہ نام جوزف بارڈ بھی مجھے بنڈل ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ بھی ہنگری کے ایک ممتاز ادیب کا نام ہے اور یہ نوبل پرائز کمیٹی کا صدر

بھی رہ چکا ہے۔“

فریدی کوئی جواب دیئے بغیر لائبریری سے نکلا چلا گیا۔ پھر حمید اس وقت اس کے کمرے میں پہنچا جب وہ فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کر رہا تھا۔

”ہیلو.... کیفے جبران.... اوہ اچھا کیا منیجر ہیں۔ دیکھئے میں فریدی بول رہا ہوں۔ کرنل.... کرنل فریدی.... ذرا ڈیکارٹس کے متعلق کچھ پوچھنا ہے۔ کیا آپ مجھے یہ بتا سکیں گے کہ تیرہ نمبر کی میز کب اور کس تاریخ کو مخصوص کرائی گئی تھی۔ دیکھئے بھئی.... رجسٹر بھی دیکھئے میں ہولڈ آن کئے ہوں.... شکریہ۔“

فریدی خاموش ہو گیا۔ ریسیور اب بھی اس کے کان سے لگا ہوا تھا۔ اسی حالت میں تین منٹ گزر گئے۔ پھر اس نے کہا۔ ”اوہ.... اچھا بہت بہت شکریہ۔ جی نہیں ابھی تک ہمیں اس کا صحیح نام بھی نہیں معلوم ہو سکا۔“

وہ ریسیور رکھ کر حمید کی طرف مڑا اور ایک طویل انگڑائی لے کر بولا۔ ”یہ ساری معلومات عجیب ضرور ہیں۔ لیکن اس قتل سے بھی ان کا کوئی تعلق ہے..... یہ نہیں کہا جا سکتا۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”پچھلے سال ۱۸ فروری کو وہ تیرہ نمبر کے گھوڑے پر پچاس ہزار جیتا تھا، اور ۲۱ فروری کو اس نے کیفے جبران میں تیرہ نمبر کی میز مخصوص کرائی تھی۔ یعنی صرف تین دن بعد۔“

”لیکن آپ کو یک بیک یہ کیسے یاد آ گیا کہ اس کی تصویر اسپورٹ میں چھپی تھی۔ حالانکہ اس کا قتل تین دن پہلے کی بات ہے۔“

”وہ دراصل جوئے اور سٹے پر یاد آیا تھا۔ تیرہ کا عدد، پھر تیرہ نمبر کا گھوڑا، رپورٹر کے نوٹ میں لکی تھرٹین کا حوالہ، یہ سب ذہن میں محفوظ رہنے والی چیزیں ہیں۔ اگر تمہیں کبھی اس قسم کا اتفاق پیش آئے تو تم بھی یاد رکھو گے۔ مثلاً تیرہ کے عدد کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ سعد ہے۔ لہٰذا اگر اسی نمبر پر تمہارے علم میں کوئی دوسرا ایک بڑی رقم جیت لے تو تم اسے ہمیشہ یاد رکھو گے۔“

حمید خاموشی سے اسپورٹ کے صفحات الٹتا رہا۔ فریدی بھی خاموش ہو گیا۔

''عجیب معاملہ ہے۔'' اس نے کچھ دیر بعد سگار سلگاتے ہوئے کہا۔ ''اگر مقتول کا تعلق سرخ دائرہ والوں کی پارٹی سے تھا تو.... مگر نہیں۔''

وہ پھر کسی سوچ میں پڑ گیا۔

''سوچنے کو ساری زندگی پڑی ہوئی ہے۔'' حمید بولا۔ ''لیکن آپ مجھے کام بتائیے۔''

''اوہو! آج کل بہت تیز ہو رہے ہو۔'' فریدی اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

''میں کام چور تو نہیں ہوں۔''

''کب سے حمید صاحب۔''

''جب سے ریکھا محکمے میں آئی ہے۔'' حمید نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

''میں سمجھتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اس سلسلے میں تم سے کچھ کہنا وقت کی بربادی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ ویسے اتنا ضرور کہوں گا کہ تم نے مفت میں خود کو بدنام کرلیا ہے۔''

''آپ معرفت کی اس منزل سے واقف نہیں ہیں۔ پھر آپ اس کی لذت کیا جانیں۔ میں اسے بدنام نہیں بلکہ شہد کا مرتبان سمجھتا ہوں۔''

''خیر اب یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ کام یہی ہے کہ کیفے جبران پر نظر رکھو۔ کیونکہ مقتول نے اپنی موت سے کچھ ہی دیر پہلے منیجر سے کہا تھا کہ وہ اس کے چاروں ساتھیوں کو تیرھویں میز پر نہ بیٹھنے دیں۔''

''اس سے کیا غرض۔''

''کاش تمہارے حصے میں بھینس ہی کی عقل آئی ہوتی۔''

''اس صورت میں بھی آپ کو بین بجانے کا موقع ضرور دیتا۔''

''بکواس مت کرو.... جو کچھ میں کہوں اسے انجام دو۔ بس اب جاؤ۔''

''صرف ایک بات اور.... کیا ان پانچوں کا تعلق سرخ دائرے سے بھی ہوسکتا ہے۔''

''ابھی اس کا تصفیہ نہیں کرسکا۔ تم اس چکر میں نہ پڑو۔ ہمیشہ زینہ بزینہ آگے بڑھنے کی کوشش کیا کرو۔ اسطرح چھلانگ لگانے سے بھی اپنی ہی ریڑھ کی ہڈی خطرے میں پڑجاتی ہے۔''

''کیوں نہ میں آج رات ریکھا کو کیفے جبران لے جاؤں۔''

''جو تمہارا دل چاہے کرو۔ بس اب دفع ہو جاؤ۔'' فریدی نے کہا اور اٹھ کر پھر لائبریری میں چلا آیا

حمید جہاں تھا وہیں رہا۔ لیکن اس کے چہرے پر بھی گہرے تفکر کے آثار تھے۔

چاروں شریف آدمی ایک ایک کر کے کیفے جبران میں داخل ہوئے۔ ان میں سے تین مختلف میزوں پر بیٹھ گئے۔ ایک کو کہیں جگہ نہ ملی۔ پورے ہال میں صرف ایک میز خالی تھی اور یہ تھی نمبر ۱۳۔ اس پر اب بھی ریزرویشن کی تختی رکھی ہوئی تھی۔

وہ سیدھا شراب کے کاؤنٹر کی طرف گیا۔ کیفے جبران میں بار بھی تھی۔ ان چاروں نے اتنے حیرت انگیز طور پر اپنی شکلیں تبدیل کی تھیں کہ پہلے سے نشانیاں قائم کئے بغیر شاید ایک دوسرے کو پہچان بھی نہ سکتے۔

بارٹنڈر نے اسے روز کا گاہک نہ سمجھ کر اس کی طرف توجہ تک نہ دی۔ وہ دوسرے خریداروں کے جگ بیئر سے بھر رہا تھا۔

کیفے جبران اپنی بیئر کے لئے خاص طور پر مشہور تھا۔ یہ دراصل کئی قسم کی بیئروں کا مرکب ہوا کرتا تھا۔

جنٹل فورتھ نے کاؤنٹر پر ہاتھ مار کر بھاری آواز میں بیئر طلب کی۔ بارٹنڈر نے اس کی طرف دیکھ کر سر ہلایا اور دوسروں کے جگ بھرتا رہا۔

بڑی دیر بعد اس کے آرڈر کی تعمیل کی گئی۔ جنٹل فورتھ جھلایا ہوا تھا۔ مگر اس نے اپنی ظاہری حالت میں فرق نہ آنے دیا تھا۔

''وہ میز خالی ہے۔'' اس نے تیرہ نمبر کی میز کی طرف اشارہ کیا۔ ''حالانکہ اس پر ریزرویشن کا کارڈ موجود ہے۔ لیکن اگر اس دوران میں کوئی آ گیا تو میں اٹھ جاؤں گا۔''

''نہیں جناب.... یہ ہمارے اصول کے خلاف ہے۔'' بارٹنڈر نے لاپروائی سے کہا اور پھر اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔

جنٹل فورتھ بیئر کا گھونٹ لے کر ہونٹوں کو رومال سے خشک کرتا ہوا کاؤنٹر سے ٹک گیا۔ وہ اپنے تین ساتھیوں کو ہال میں تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اچانک اس کی نظر ایک دراز قد آدمی پر پڑی جو ہال میں داخل ہو رہا تھا۔ وہ سیاہ رنگ کے اوورکوٹ اور ٹوئیڈ کے پتلون میں تھا۔ اوورکوٹ کے کالر کانوں تک اٹھے ہوئے تھے اور سر پر سفید رنگ کی فلٹ ہیٹ تھی، جس کا اگلا گوشہ ناک پر جھکا ہوا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا تیرہ نمبر کی میز کی طرف آیا۔ ریزرویشن کی تختی اٹھا کر میز کے نیچے ڈال دی اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ اس کا رخ کاؤنٹر کی طرف تھا لیکن وہ جس انداز میں وہاں داخل ہوا تھا اس نے سب کو اس کی طرف متوجہ کر دیا تھا۔

جنٹل فورتھ نے بارٹنڈر کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر برافروختگی کے آثار تھے لیکن اچانک اس کے ہاتھ سے بیئر کا جگ چھوٹ کر فرش پر آ رہا۔ جنٹل فورتھ بوکھلا کر پھر میز کی طرف مڑا کیونکہ اس نے بارٹنڈر کے چہرے کی بدلتی ہوئی حالت بغور دیکھی تھی۔ اس بار دوسرا جگ فرش پر گرا اور یہ خود جنٹل فورتھ کا جگ تھا۔ تیرہ نمبر کی میز پر بیٹھے ہوئے آدمی کا چہرہ اسے صاف نظر آ رہا تھا۔ ستا ہوا زرد چہرہ، ویران آنکھیں اور ایک دوسرے پر جمے ہوئے ہونٹ۔ لیکن یہ چہرہ جنٹل فرسٹ کے علاوہ اور کسی کا نہیں ہو سکتا تھا۔

پھر بارٹنڈر کی چیخ ہال میں گونج کر رہ گئی۔ کچھ اور لوگوں کی نظریں بھی تیرھویں میز پر بیٹھے ہوئے آدمی پر پڑ چکی تھیں۔ ان میں سے جو روز کے گاہک تھے بُری طرح کانپ رہے تھے۔ کئی کمزور دل کے آدمی تو اپنی کرسیوں سے لڑھک کر فرش پر آ گرے۔ کیونکہ انہوں نے چند دن قبل اسی آدمی کی لاش دیکھی تھی۔

پھر وہاں گویا زلزلہ سا آ گیا۔ میزیں الٹ گئیں۔ کرسیاں الٹنے لگیں ۔ وہ لوگ جو ان واقعات سے واقف نہیں تھے وہ بھی اٹھ کر بھاگے۔ وہ اس لئے بھاگے کہ انہوں نے دوسروں کو بھاگتے دیکھا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہال کا مجمع سڑک پر پہنچ گیا۔ ان میں ''چاروں شریف آدمی''

بھی تھے۔

کیفے سے برآمد ہونے والا آخری آدمی منیجر تھا۔ وہ ان چاروں کے قریب آ کر کھڑا ہوگیا۔ مگر اس کے چہرے پر خوف کے بجائے حیرت کے آثار تھے۔

''یہ کیا ہوا۔'' دفعتاً اس نے بارٹنڈر کا شانہ جھنجھوڑ کر کہا۔ جو اسکے پاس سے گذر رہا تھا۔

''اوہ.... جناب.... کک.... کیا آپ نے نہیں دیکھا۔'' وہ کانپتا ہوا بولا۔

''کیا نہیں دیکھا۔'' منیجر کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔

''بھوت....!''

''کیا مطلب....!''

''ڈیکارلس صاحب کا بھوت۔''

''کیا بکتے ہو.... کہاں ہے بھوت.... کدھر ہے بھوت۔''

''اچھا صاحب میں جھوٹا ہوں.... مگر یہ اتنے سارے لوگ۔'' اس نے جنٹل فورتھ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ ''یہ صاحب تو وہیں میرے پاس کھڑے ہوئے تھے۔''

منیجر نے مستفسرانہ نظروں سے جنٹل فورتھ کی طرف دیکھا۔

''میں کچھ نہیں جانتا۔'' جنٹل فورتھ نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ ''میں نے دوسروں کو بھاگتے دیکھا، خود بھی بھاگ کھڑا ہوا۔''

منیجر چند مستقل گاہکوں کی بھیڑ میں پہنچ گیا۔ انہوں نے بارٹنڈر کے بیان کی تصدیق کردی اور منیجر نے انہیں بتایا کہ اسے کچھ بھی نہیں نظر آیا۔ وہ اپنے کمرے میں تھا۔ اچانک اس نے ہنگامے کی آواز سنی اور جس وقت وہ ہال میں پہنچا تو وہاں ایک متنفس بھی نہیں تھا۔

آہستہ آہستہ وہ پھر ہال کی طرف آنے لگے۔ حقیقتاً اب یہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ تیرہ نمبر کی میز خالی تھی اور اب ریزرویشن کی تختی بھی رکھی نظر آرہی تھی۔ ویسے ہال کی ابتری کا یہ عالم تھا جیسے وہاں تین چار سرکش قسم کے سانڈ آپس میں لڑ پڑے ہوں۔

ان آدمیوں کی بھیڑ میں کیپٹن حمید بھی تھا۔ اس نے بھی تیرہ نمبر کی میز پر بیٹھنے والے آدمی کی شکل نہیں دیکھی تھی۔ بس دوسروں کو بھاگتے دیکھ کر خود بھی کودتا پھلانگتا ہوا باہر نکل گیا تھا

اور پھر جب اسے بھوت والی بات معلوم ہوئی تو وہ کسی سوچ میں پڑ گیا۔

پُراسرار لڑکی

دوسرے دن جنٹل فرسٹ کے بھوت کا واقعہ شہر کے سارے اخبارات میں آ گیا۔لیکن یہ کوئی ایسی بات نہ تھی جس پر سبھی یقین کر لیتے۔زیادہ تر لوگ اسے افواہ ہی سمجھتے تھے۔بہرحال کسی پر کچھ بھی ردعمل ہوا ہو، چاروں شریف آدمی سب سے زیادہ پریشان تھے۔وہ دوسری صبح ایک چھوٹے سے چائے خانے میں ملے اور پچھلی رات والے واقعے پر گفتگو شروع ہو گئی۔

''کیا اب ہمیں اپنی قسمیں توڑ ہی دینی چاہئیں۔'' جنٹل ففتھ نے کہا۔

''یقینی طور پر.....!'' سب بیک زبان بولے۔

''لیکن اس کے بعد ہم پل بھر کے لئے بھی جدا نہ ہوں گے۔'' جنٹل ففتھ نے کہا۔

''کیوں....؟'' جنٹل تھرڈ نے پوچھا۔بقیہ دو کے چہروں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بھی اس کی وجہ دریافت کرتے ہیں۔

جنٹل ففتھ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔''اگر ہم جنٹل فرسٹ کو اپنی ٹولی سے الگ نہ کر دیتے تو وہ کبھی نہ مارا جاتا۔قاتل کو خدشہ لاحق ہوا ہوگا کہ کہیں اب وہ سیدھا پولیس اسٹیشن نہ چلا جائے اور یہ بات تو ثابت ہی ہو چکی ہے کہ کوئی ہمیں قتل کے الزام میں پھنسانا چاہتا ہے۔ورنہ ہماری توڑی ہوئی تجوریوں پر سرخ دائرے کیوں ملتے؟''

''تم ٹھیک کہتے ہو۔'' جنٹل فورتھ سر ہلا کر بولا۔''مگر فی الحال ہمیں اس بات کو یہیں ختم کر دینا چاہئے۔سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کی روداد سنیں۔آخر ہم کس طرح کیفے جبران کی تیرھویں میز پر پہنچے تھے۔سب سے پہلے میں جنٹل سیکنڈ سے درخواست کرونگا۔''

''میں....!'' جنٹل سیکنڈ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔''جیل میں تھا....ایک لمبی سزا کاٹنے کے بعد رہا ہوا۔جیل کے دروازے ہی پر میری ایک فقیر سے ملاقات ہوئی۔وہ خود ہی سر ہو گیا

تھا۔ ورنہ ملاقات کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں سمجھا کوئی دیوانہ ہوگا لیکن اس نے میرا شانہ جھنجھوڑ کر کہا تھا کہ تمہاری تقدیر کیفے جبران کی تیرھویں میز پر ہی۔ لیکن جو کوئی بھی تمہیں اس میز پر ملے اسے نہ تو تم اپنے متعلق کچھ بتانا اور نہ اس سے اس کے متعلق کچھ پوچھنا۔ اس سلسلے میں اس نے مجھے ایک بہت بڑی قسم دی تھی۔ البتہ اس کی اجازت تھی کہ میں اس میز پر بیٹھنے والوں کے ساتھ مل کر کوئی کام کرسکتا ہوں، اس میں سراسر فائدہ ہی ہوگا۔ بہرحال میں وہاں گیا۔ جنٹل فرسٹ سے ملاقات ہوئی اور میں نے تھوڑے ہی دنوں میں اندازہ کرلیا کہ وہ بھی میری ہی طرح ایک شاطر چور ہے آہستہ آہستہ ایک دوسرے کی قلعی کھلتی گئی۔ پھر جنٹل تھرڈ بھی آ گئے اور ہم تینوں نے لمبے لمبے ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔"

جنٹل سیکنڈ خاموش ہوگیا۔ پھر جنٹل تھرڈ کی باری آئی اور اس نے اپنی روداد شروع کردی۔ اسے سٹے کا شوق تھا۔ اسے بھی ایک فقیر کے ذریعے دو چار بار سٹے میں کامیابی ہوئی تھی اور وہ بھی اسی فقیر کے کہنے پر کیفے جبران کی تیرھویں میز پر آ گیا تھا۔

جنٹل فورتھ جواری تھا۔ اسے بھی کئی بار ایک فقیر کی وجہ سے لمبی رقمیں جیتنے کا اتفاق ہوا تھا اور پھر اسی فقیر کے ذریعے اس کی رسائی کیفے جبران کی تیرھویں میز تک ہوئی۔

جنٹل فورتھ نے فقیر کا حلیہ بتا کر اپنے ساتھیوں سے اس کی تصدیق چاہی جنٹل سیکنڈ اور تھرڈ دونوں ہی اس سے متفق تھے۔

اب جنٹل ففتھ کی باری آئی اور وہ سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"مجھے کبھی کوئی فقیر نہیں ملا۔ جس نے مجھے کیفے جبران تک پہنچایا تھا اسے کسی طرح فقیر نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اس کے پاس ایک لمبی سی سیاہ رنگ کی سیڈان تھی اور وہ خود بھی اعلیٰ ترین لباس میں تھا ہوا یہ کہ ایک رات میں نے ایک بڑی جگہ پر ہاتھ صاف کیا تھا۔ واپسی پر گشتی پولیس نے دوڑالیا۔ اگر وہ لمبی سی سیاہ کار والا میری مدد نہ کرتا تو میرا پکڑ لیا جانا لازمی تھا اور پھر جب میں نے اس سے گفتگو شروع کی تو اس نے چوری کے متعلق وہ وہ گر بتائے کہ میں عش عش کرتا رہ گیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اکیلا آدمی ہمیشہ مار کھاتا ہے۔ کم از کم دو چار ساتھی تو ہونے ہی چاہئیں۔ اس کے بعد ہی اس نے مجھے کیفے جبران کی تیرھویں میز کے متعلق بتایا۔ اس

نے کہا کہ تمہیں وہاں کم از کم چار آدمی ضرور ملیں گے۔ وہ تمہیں سب سے پہلے یہاں اس شہر میں چوری کرنے کے گر بتائیں گے اور تم چند ہی مہینوں میں اتنا کما لو گے کہ ساری زندگی بیٹھ کر کھا سکو۔ قسم اس نے مجھے بھی دی تھی کہ نہ میں ان لوگوں سے پوچھوں اور نہ اپنے متعلق انہیں کچھ بتاؤں۔ فقیروں وغیرہ پر میرا اعتقاد کبھی نہیں رہا۔ اب میں یہ سوچتا ہوں کہ شاید وہ نامعلوم آدمی ہم پانچوں کو بہت قریب سے دیکھتا رہا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے ہماری ذہنیتوں کے مطابق ہمیں اس چکر میں پھانسنے کے طریقے اختیار کئے۔"

"مگر دوست.....!" جنٹل تھرڈ نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "ہم لوگ تو اپنی بد اعتقادی کی وجہ سے پھنس گئے تھے۔ تمہیں کیا ہوا تھا۔"

"آہا! دوست میں جانتا تھا کہ تم یہ سوال ضرور کرو گے۔ میں دراصل اس آدمی کو کسی گروہ کا سرغنہ سمجھا تھا۔ وہ بڑا شاندار آدمی تھا۔ میں نے سوچا اس کے گروہ میں شامل ہو جانے کی بعد فائدے ہی میں رہوں گا.... مگر.....!"

وہ تینوں اسطرح ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے جیسے انہیں اس کے بیان میں شبہ ہو۔ دفعتاً جنٹل ففتھ کی آنکھوں میں ایک عجیب قسم کی چمک لہرائی اور وہ ایک طویل قہقہے کے بعد بولا۔ "میں سمجھتا ہوں تم لوگوں کا خیال ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ دوستو! اگر میں جھوٹا ہوں تو نہ تو میں جنٹل فرسٹ کا قاتل ہو سکتا ہوں اور نہ جنٹل فرسٹ کا بھوت۔ کیونکہ ان دونوں ہی مواقع پر میں تم لوگوں کے ساتھ رہا ہوں۔"

"شبہ.... کمال کرتے ہو۔" جنٹل سیکنڈ جلدی سے بولا۔ "نہیں شبہ کیوں ہونے لگا۔ خیر اب اسے ختم کرو۔ ہم سب دلدل میں پھنس گئے ہیں۔ نہ نکلتے ہیں اور نہ غرق ہوتے ہیں۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔"

"اسے بھی فی الحال چھوڑو۔" جنٹل فورتھ بول اٹھا۔ "پہلے ہمیں اس بھوت کے مقصد سے واقف ہونا چاہئے۔ کیا وہ سچ مچ بھوت تھا۔"

"بھوت.....!" جنٹل ففتھ نے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔ "میرے نزدیک بھوتوں کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ اس واقعے کو بھی اگر عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کرو تو حقیقت

ظاہر ہو جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ نامعلوم آدمی اب ہمیں کیفے جبران میں نہیں دیکھنا چاہتا۔ یہ بات تو اخبارات میں بھی آ چکی ہے کہ تیرھویں میز پر پانچ آدمی بیٹھا کرتے تھے اور قتل سے کچھ دیر قبل جنٹل فرسٹ نے انتہائی غصیلے موڈ میں کیفے جبران کے منیجر سے کہا تھا کہ وہ آئندہ ہم چاروں کو تیرھویں میز پر نہ بیٹھنے دے۔ ظاہر ہے کہ پولیس کو اسی بناء پر ہم چاروں کی تلاش ہوگی اور وہ نامعلوم آدمی فی الحال یہ نہیں چاہتا کہ ہم پولیس کے ہتھے چڑھیں۔ جنٹل فرسٹ کو بھی اس نے شائد اسی لئے قتل کر دیا کہ کہیں وہ پولیس تک نہ جا پہنچے۔''

''یعنی اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ نامعلوم آدمی ہمیں ہر حال میں پہچان سکتا ہے۔''

جنٹل فورتھ بولا۔''ورنہ وہ بھوت کی بہروپ میں ہمارے سامنے کیوں آیا۔ ہم نے اپنی شکلوں میں کافی حد تک تبدیلیاں کر لی تھیں۔ اتنی تبدیلیاں کہ اگر سیاہ ٹائی کو اپنی پہچان قرار نہ دیتے تو شاید ایک دوسرے کو پہچاننا بھی مشکل ہو جاتا۔''

''ٹھیک ہے۔'' جنٹل ففتھ نے کہا۔''میرا بھی یہی خیال ہے کہ وہ ہمیں ہر حال میں پہچان سکتا ہے۔''

''پھر تو ہمیں ہر وقت موت کے لئے تیار رہنا چاہئے۔'' جنٹل سیکنڈ بولا۔

''میں اتنا ڈرپوک نہیں ہوں۔'' جنٹل ففتھ نے کہا۔''اتنی بدحواسی بھی ٹھیک نہیں ہے کہ چاروں بھیڑوں کو ایک بھیڑیا کھا جائے۔ میرے ذہن میں ایک دوسری تجویز بھی ہے کیوں نہ ہم بھی اسے مکاری سے ماریں۔ ہم فی الحال یہ کیوں ظاہر کریں کہ ہم اُس سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔''

کیپٹن حمید بہت اداس تھا۔ کیونکہ ریکھا نے اس کی اس تجویز سے اتفاق نہیں کیا تھا کہ وہ دونوں مل کر کام کریں۔ ظاہر ہے کہ حمید لڑکیوں کے معاملے میں کافی بدنام تھا اور وہ محکمے میں ابھی بالکل نئی نئی آئی تھی۔ اس لئے نہیں چاہتی تھی کہ کسی کو اس پر انگلی اٹھانے کا موقعہ ملے۔

حمید بڑی دیر سے اس بات پر غور کر رہا تھا کہ آج وہ اسے کس طرح نیا گرا ہوٹل میں لے جائے۔ جہاں آج رقص کا پروگرام تھا۔ آخر اسے ایک تدبیر سوجھ ہی گئی۔ وہ جانتا تھا کہ ریکھا آجکل اپنا زیادہ تر وقت کنکس لین زوردا اسکوائر کے آس پاس گذارتی ہے۔ زوردا اسکوائر وہی عمارت تھی جہاں کچھ دن قبل ایک لاش پائی گئی تھی اور وہ لاش زوردا اسکوائر کے مالک مسٹر صمد کی تھی۔

صمد کے متعلق حمید نے بہت سی معلومات فراہم کر لی تھیں۔ محض اس لئے کہ ریکھا کی مدد کرنے کے بہانے اس کا قرب حاصل کر سکے۔ مگر حقیقت تو یہ تھی کہ وہ ساری معلومات قطعی بیکار تھیں۔ ویسے ریکھا جیسی نو آموز کے لئے تو یہ بات بہت زیادہ اہمیت رکھتی تھی کہ صمد بائیں ہاتھ سے لکھنے کا عادی تھا اور اس کے بائیں ہاتھ ہی کی انگلیوں پر رنگین چاک کے دھبے ملے تھے۔ اسی بنیاد پر اس نے اس قتل کے متعلق بہت کچھ سوچا تھا لیکن ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکی تھی۔ حمید جانتا تھا کہ وہ کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچنے ہی کے لئے زوردا اسکوائر کے گرد منڈلایا کرتی ہے۔ لہٰذا وہ سرشام ہی کنکس لین کی طرف نکل گیا۔ وہ اپنی موٹر سائیکل پر تھا۔

گھر سے تو وہ اچھے خاصے حلئے میں چلا تھا، لیکن ایک جگہ موٹر سائیکل روک کر وہ ایک پبلک پیشاب خانے میں گیا اور جب وہاں سے واپس آیا تو حلیہ ہی کچھ اور تھا۔ اس کی ناک کا نچلا حصہ اوپر کی طرف اٹھا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی اوپری ہونٹ بھی اس طرح اوپر اٹھ گیا تھا کہ آگے کے دو دانت دکھائی دینے لگے تھے۔ یہ فریدی کا ایجاد کردہ ایک ریڈی میڈ میک اپ تھا۔ ناک کے دونوں نتھنوں میں دو چھوٹے چھوٹے اسپرنگ اس طرح پھنسائے جاتے تھے کہ ناک کا نچلا حصہ اوپر اٹھ جاتا تھا۔ یہ میک اپ ایک بار کامیاب بھی ہو چکا تھا۔ اس لئے حمید نے اسی پر اکتفا کی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ ریکھا اسے نہ پہچان سکے گی اور وہ جب بھی چاہے گا محض دو انگلیوں کی ہلکی سی جنبش سے اپنی اصلی شکل میں آ جائے گا۔

کنکس لین میں مڑتے ہی اس کی نظر ریکھا پر پڑی جو ٹھیک زوردا اسکوائر کے سامنے والے بک اسٹال کے شوکیس پر جھکی ہوئی تھی۔

حمید نے زوردا اسکوائر کے نیچے والے فٹ پاتھ کے قریب موٹر سائیکل روک دی۔ اُس نے ریکھا کو اپنی طرف مڑتا دیکھا لیکن اس کی طرف دھیان دیئے بغیر بڑی تیزی سے زینوں

تک گیا، وہاں دو زانو بیٹھ کر اس طرح آگے کی طرف جھکا جیسے کوئی چیز اٹھا رہا ہو۔ راہداری کے زینے سڑک سے بھی دکھائی دیتے تھے اور ریکھا تو اب بک اسٹال سے کچھ آگے بڑھ کر اس کی اس حرکت کو غور سے دیکھنے لگی تھی۔

حمید پھر وہاں سے اٹھ کر بھاگتا ہوا موٹر سائیکل تک آیا اور اسے اتنی جلدی میں اسٹارٹ کیا کہ خود اسے بھی شبہ ہونے لگا جیسے وہ سچ مچ کوئی جرم ہی کر کے بھاگ رہا ہو۔

ریکھا بڑی تیزی سے سڑک پار کر رہی تھی، کیونکہ دوسری طرف کے فٹ پاتھ سے لگی ہوئی کئی ٹیکسیاں کھڑی تھیں۔ اُس نے بہت عجلت میں ڈرائیور کو آگے جانے والی موٹر سائیکل کا تعاقب کرنے کے سلسلے میں ہدایات دیں اور دوسرے ہی لمحے میں اس کی ٹیکسی حمید کی موٹر سائیکل کا تعاقب کرنے لگی۔

نیاگرا ہوٹل شہری آبادی سے بہت دور ایک پر فضا مقام پر واقع تھا اور یہاں کے اخراجات اتنے زیادہ تھے کہ متوسط طبقے کے لوگ تو ادھر کا رخ بھی نہیں کرتے تھے۔

نو میل کی مسافت طے کرنے کے بعد حمید نیاگرہ کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوا، اور موٹر سائیکل کو سیدھا گیراج کی طرف لیتا چلا گیا۔ یہاں کا قانون تھا کہ صرف وہی ٹیکسیاں کمپاؤنڈ میں داخل ہو سکتی تھیں جنہیں گاہکوں کے انتظار میں رکنا ہو۔ دوسری صورت میں وہ پھاٹک ہی پر ٹھہرتی تھیں اور گیٹ سارجنٹ کا اسٹاف باہر سے آئے ہوئے مسافروں کا سامان ہوٹل کی عمارت تک پہنچا دیا کرتا تھا۔

ریکھا کی ٹیکسی بھی پھاٹک ہی پر رک گئی۔ وہ شاید زندگی میں پہلی بار اس طرف آئی تھی۔ ٹیکسی کا کرایہ ادا کر کے وہ اندر چلی گئی، لیکن جس کا تعاقب کرتی ہوئی یہاں تک آئی تھی وہ غائب تھا۔

''اوہو....آپ....!'' حمید نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔

اب ریکھا اتنی گاؤدی بھی نہیں تھی کہ اسے اپنی غلطی کا احساس جلد ہی نہ ہو جاتا۔ حمید کا حلیہ ضرور بدل گیا تھا مگر لباس اور قد و قامت تو کسی طرح بھی نہیں بدلے جا سکتے تھے۔

''میں سمجھ گئی۔'' ریکھا نے جھینپی ہوئی سی ہنسی کے ساتھ کہا اور حمید سوچنے لگا کہ عورت پھر

عورت ہوتی ہے، خواہ وہ محکمہ سراغ رسانی کی انسپکٹر لیس ہو خواہ کسی مملکت کی صدر۔

''آج یہاں بڑا شاندار پروگرام ہے۔'' حمید ڈھٹائی سے بولا۔

''ہوگا.... میں واپس جا رہی ہوں۔'' ریکھا نے خشک لہجے میں کہا۔

''واہ.... بھلا یہ کیسے ممکن ہے۔ میرا خیال ہے کہ ابھی آپ اندر بھی نہیں گئیں۔''

''مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوگیا ہے۔ آپ کو ایسا نہ کرنا چاہئے تھا۔''

''آہا.... میں کبھی غلط کام نہیں کرتا۔'' حمید نے فخریہ انداز میں کہا۔ ''آپ زندگی بھر کنگس لین میں بھٹکتی رہیں تب بھی کامیابی ممکن نہ ہوتی۔ میں نے ذرا ہی سی دیر میں کم از کم یہ تو معلوم کرلیا کہ کنگس لین میں آپ کی بھی نگرانی ہو رہی ہے۔''

''کیا مطلب....؟ کون کر رہا ہے؟''

''ایک اینگلو انڈین لڑکی۔'' حمید نے کہا۔ ''وہ دیکھئے.... وہ ہال میں داخل ہو رہی ہے۔''

ریکھا مڑ کر دیکھنے لگی۔ اس نے زرد رنگ کے اسکرٹ کی ایک ہلکی سی جھلک دیکھی جو ہال کے بڑے دروازے میں غائب ہوگئی تھی۔ حمید نے یہ بات غلط نہیں کہی تھی۔ ریکھا حقیقتاً اس سے ناواقف تھی کہ کنگس لین سے اس کی روانگی کے بعد ایک دوسری ٹیکسی بھی اس کے پیچھے روانہ ہوئی تھی، لیکن یہ بھی درست تھا کہ حمید اس کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا ممکن ہے وہ محض اتفاق ہی رہا ہو۔

''کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں۔'' ریکھا نے پوچھا۔

''میں نے آج تک کرنل فریدی سے کم رتبے کے آدمی سے جھوٹ ہی نہیں بولا۔'' حمید نے خشک لہجے میں کہا اور ہوٹل کی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ ریکھا اس کے پیچھے چل رہی تھی۔ پھر دونوں ساتھ ہی ڈائننگ ہال میں داخل ہوئے۔

زرد اسکرٹ میں صرف ایک اینگلو انڈین لڑکی وہاں نظر آ رہی تھی اور وہ بہت خوبصورت تھی، ریکھا سے بھی زیادہ۔ لہٰذا حمید نے سوچا کہ عاقبت سنوارنے کیلئے یہی بہتر ہوگا کہ وہ فی الحال ریکھا کا خیال چھوڑ کر اسی اینگلو انڈین لڑکی سے اپنی توقعات وابستہ کرلے۔ اسے یہ بھی دیکھنا تھا کہ وہ حقیقتاً ریکھا کا تعاقب کر رہی تھی، یا وہ محض اتفاق تھا۔

''بیٹھیے۔'' حمید نے ایک خالی میز کی طرف اشارہ کیا۔ زرد اسکرٹ والی لڑکی یہاں سے زیادہ دور نہیں تھی اور اپنے میز پر تنہا ہونے کی وجہ سے چاروں طرف ایسے انداز میں دیکھ رہی تھی جیسے اسے کسی ساتھی کی ضرورت ہو۔

''میں ہرگز یقین نہیں کرسکتی حمید صاحب! آپ مجھے خواہ مخواہ پریشان کررہے ہیں۔''

''آپ یقین کرکے کریں گی بھی کیا۔ آپ جو کچھ بھی کریں گی اس کا ثواب براہ راست آصف کو پہنچے گا۔'' حمید نے جلے بھنے لہجے میں کہا۔

اینگلو انڈین لڑکی انہیں بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔

''اچھا اب مجھے اجازت دیجیے۔ لیکن ایک بار پھر کہوں گا کہ میں نے یہ حرکت صرف اسی لئے کی تھی کہ آپ کی نگرانی کرنے والوں کے متعلق کچھ معلوم کرسکوں۔''

حمید نے کہا اور اٹھ کر باتھ روم کی طرف چلا گیا۔ واپسی پر اس کی ناک پھر اٹھی ہوئی تھی۔ ہونٹ کھل گئے تھے اور دانت باہر جھانکنے لگے تھے۔ اب وہ لڑکی کی پشت والی میز پر بیٹھ گیا تھا۔ ریکھا وہیں بیٹھی رہی جہاں پہلے تھی۔ لیکن اب وہ بھی یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ حمید کے بیان میں کتنی صداقت ہے۔ وہ وہاں سے اٹھ کر کاؤنٹر کے پاس پہنچی۔ اس سے آج کا پروگرام طلب کیا اور اس کی قیمت دے کر کاپی کو رول کرتی ہوئی ریکریئیشن ہال کی طرف بڑھ گئی۔ جیسے ہی وہ اس کے دروازے میں داخل ہوئی زرد اسکرٹ والی اینگلو انڈین لڑکی بھی اٹھ کر اسی طرف روانہ ہوگئی۔

پھر قتل

ریکریئیشن ہال میں کچھ لوگ اسکیٹنگ کررہے تھے۔ رقص کا پروگرام شروع ہونے میں ابھی دو گھنٹے باقی تھے، ریکھا نے گیلری کی ایک میز سنبھال لی۔ دونوں کناروں کی گیلریاں ابھی قریب قریب خالی ہی تھیں۔ کہیں کہیں اکا دکا آدمی نظر آرہے تھے۔

زرد اسکرٹ والی اینگلو انڈین لڑکی اُسی گیلری کے نیچے سے گزرتی ہوئی آگے بڑھ گئی جس میں ریکھا بیٹھی ہوئی تھی۔ ریکھا اسے کنکھیوں سے دیکھتی رہی۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ لڑکی اسکیٹس پہنے ہوئے چوبی فرش پر تیرتی ہوئی نظر آنے لگی۔ وہ یقیناً اس میں کافی مشاق معلوم ہوتی تھی۔ اکثر وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی داہنے پیر کے پنجے پر کھڑی ہوکر لٹو کی طرح ناچ جاتی۔

ریکھا نے حمید کو بھی اس کمرے کی طرف جاتے دیکھا جس میں اسکیٹس کا اسٹاک رہتا تھا، اور پھر دس منٹ بعد ہی وہ پیروں میں اسکیٹس لگائے ہوئے برآمد ہوا۔ لڑکی بہت تیزی سے اوپر سے نیچے آرہی تھی۔ اچانک ایسا معلوم ہوا جیسے وہ حمید سے ٹکرا جائے گی۔ اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی لیکن حمید بڑی صفائی سے کترا کر فراز کی طرف تیرتا چلا گیا۔ لڑکی بھی بڑی ڈھیٹ معلوم ہورہی تھی۔ وہ نشیب میں پہنچ کر پھر فراز کی طرف مڑی اور حمید نے یک لخت اپنا راستہ بدل دیا۔ اس بار لڑکی گڑبڑا گئی۔ اس کے پیر بہک گئے اور توازن برقرار نہ رکھ سکنے کی بناء پر وہ سامنے والی دیوار سے جانکرائی۔ اگر وہ دیوار سے ہاتھ نہ لگادیتی تو سر کے کئی ٹکڑے ہوگئے ہوتے۔

وہ گالیوں کی بوچھاڑ کرتی ہوئی پلٹ پڑی۔ حمید بھی حلق پھاڑ پھاڑ کر اسے سلواتیں سنانے لگا اور ریکھا ان کی اس صلاحیت پر دنگ رہ گئی۔

اسکیٹنگ کرنے والے ان کے گرد اکٹھا ہونے لگے۔

''اے.....اے مسٹر۔'' مجمع سے کسی نے کہا۔ ''آپ ایک خاتون سے گفتگو کررہے ہیں۔''

''جی ہاں میں اندھا نہیں ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ خاتون ہیں۔''

''آپ کا لہجہ خراب نہ ہونا چاہئے۔'' اس کے سامنے کھڑے ہوئے ایک آدمی نے کہا۔

لڑکی اب وہاں نہیں تھی۔ اس نے اندازہ کرلیا تھا کہ وہاں ٹھہرنے میں اُسی کی سبکی ہوگی۔ اس لئے اس نے کھسک جانے ہی میں عافیت سمجھی۔ وہ سیدھی اس کمرے میں چلی گئی تھی جہاں اسکیٹ رکھے تھے۔

ادھر لوگ حمید کی جان کو آگئے تھے، اس نے نہ جانے کس طرح ان سے پیچھا چھڑایا۔ لڑکی اسکیٹ اتار کر ڈائننگ ہال کی طرف جارہی تھی۔ حمید نے بھی اپنے اسکیٹ اتارے

اور اپنا کوٹ بھی اتار کر ریکھا کی میز پر ڈالتا ہوا بولا۔ ''یہ سب کچھ آپ کے لئے کر رہا ہوں، میرا کوٹ گھر پہنچا دیجئے گا۔ حالانکہ سردی بہت ہے مگر خیر میں صرف سویٹر ہی میں بسر کرلوں گا۔''

ریکھا منہ کھولے بیٹھی ہی رہ گئی اور حمید ریکریئشن ہال سے چلا گیا۔ اس نے اُسے اس وقت بھی بدلی ہوئی شکل میں دیکھا تھا جب وہ اسکیٹنگ کر رہا تھا، لیکن وہ اس طرح اپنا کوٹ اتار کر کیوں پھینک گیا تھا۔ ریکھا نے اسے احتیاط سے تہہ کر کے کرسی پر رکھ دیا۔

زرد اسکرٹ والی لڑکی ڈائننگ ہال میں بھی نہیں رکی۔ اُس کے متعلق حمید کا اندازہ غلط نہیں تھا۔ سڑک کی دوسری طرف کھڑی ہوئی ٹیکسی پھاٹک سے صاف نظر آ رہی تھی اور یہ اُس لڑکی ہی کی ٹیکسی تھی، حمید کو یقین تھا۔ آخر اس نے اسے اس میں بیٹھتے دیکھا۔ گیراج زیادہ دور نہیں تھا، وہ جھپٹتا ہوا چلا اور موٹر سائیکل نکال کر سڑک پر آ گیا۔ مطلع غبار آلود نہ ہونے کی بناء پر اسے کوئی دقت نہیں ہوئی تھی۔ تاروں کی چھاؤں میں اُس نے لڑکی کو ٹیکسی میں بیٹھتے دیکھا تھا۔ اگر آسمان پر بادل ہوتے تو شاید اسے ناکامی ہی کا منہ دیکھنا پڑتا۔ کیونکہ وہ لڑکی بہت پھرتیلی تھی۔

ٹیکسی کی عقبی سرخ روشنی بہت دور نظر آ رہی تھی۔

حمید سوچ رہا تھا کہ آج وہ کچھ نہ کچھ کر کے ہی رہے گا۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ لڑکی کنکس لین میں ریکھا کی نگرانی کر رہی تھی۔ اگر نگرانی کر رہی تھی تو وہ یقیناً مجرموں ہی سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھتی ہوگی۔

چونکہ ٹیکسی اور موٹر سائیکل دونوں ہی خاصی تیز رفتار تھیں۔ لہٰذا شہر تک پہنچنے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ مگر شہر میں پہنچ کر حمید بوکھلا گیا۔

اس نے نیاگرہ کے سامنے اندھیرے میں ٹیکسی کا صرف ڈھانچہ ہی دیکھا تھا، رنگت کا

اندازہ اندھیرے میں کیا ہوتا۔ شہر اور نیاگرہ کی درمیانی سڑک پر روشنی کا انتظام نہیں تھا ورنہ وہ راستے میں کم از کم اُس کی رنگت سے تو واقف ہو ہی جاتا۔

بہر حال شہر میں داخل ہوتے ہی لڑکی والی ٹیکسی ٹریفک کے ہجوم میں کھو گئی اور حمید ہاتھ ملتا رہ گیا۔ یہاں دائیں بائیں آگے پیچھے ٹیکسیاں ہی ٹیکسیاں تھیں۔

جسم پر کوٹ نہ ہونے کی وجہ سے ٹھنڈی ہوا کے تھپیڑوں نے اس کا دماغ درست کر دیا تھا۔ اس ناکامی نے اسے بالکل ہی کھوپڑی کے باہر کر دیا اور اس کا دل چاہنے لگا کہ موٹر سائیکل کو کاندھے پر اٹھا کر بے تحاشہ پانچ سو میل فی گھنٹے کی رفتار سے پاگل خانے کی طرف دوڑنا شروع کر دے۔

اُس نے ایک جگہ رک کر رومال سے اپنی آنکھیں خشک کیں جن سے ٹھنڈی ہوا کی وجہ سے راستے بھر پانی بہتا آیا تھا۔

حمید نے فریدی سے اس واقعے کا تذکرہ نہیں کیا۔ کرتا بھی کیا۔ فریدی سے اس ناعاقبت اندیشی کی جو داد ملتی اس کا اندازہ اسے اچھی طرح تھا۔ حمید کو دل ہی دل میں اپنی اس غلطی کا اعتراف تھا۔ اسے اس لڑکی کے سامنے ہرگز نہ آنا چاہئے تھا۔ ظاہر ہے کہ اس نے اسے کنکسن لین ہی میں ریکھا کا تعاقب کرتے دیکھا ہوگا۔

مگر وہ اسے کیا کرتا کہ اس کا نام حمید تھا اور وہ ایک لڑکی تھی۔ جہاں یہ دونوں اقسام موجود ہوں وہاں جو کچھ بھی ہو جائے کم ہے۔ رہ گیا سر پیٹنا تو وہ بعد کی بات ہے اور حمید کی تقدیر بھی۔

اس کے گھر پہنچنے سے پہلے ہی اس کا کوٹ پہنچ گیا تھا۔ ریکھا خود نہیں آئی تھی اپنے نوکر سے بھجوا دیا تھا اور نوکر کو بھی تاکید کر دی تھی کہ وہ کسی نوکر ہی کے ہاتھ میں دے لیکن یہ نہ بتائے

کہ وہ اسے کہاں سے لایا تھا۔

ریکھا حمید کے معاملے میں کچھ ایسی ہی محتاط ہوگئی تھی۔

حمید جب گھر پہنچا تو فریدی ڈرائینگ روم ہی میں بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا تھا۔ لیکن یہ کوئی کتاب نہیں تھی بلکہ سفید کاغذ کے کچھ اوراق تھے جن پر پنسل کی تحریر تھی۔

اس نے حمید کو بتایا کہ وہ یلو پینتھر کی ہسٹری دیکھ رہا تھا۔

''اور دوسری دلچسپ بات حمید صاحب۔'' اس نے کہا'' یہ ہے کہ کنگس لین والا مقتول صمد ہی یلو پینتھر کا مالک تھا۔''

''یلو پینتھر کیا بلا ہے؟''

''اوہو.... وہی گھوڑا جس پر ڈیکارٹس نے پچاس ہزار جیتے تھے۔''

''اچھا....!'' حمید نے حیرت سے کہا۔ پھر کچھ دیر بعد بولا۔ ''مگر میں نہیں سمجھا.... آپ آخر یلو پینتھر کی ہسٹری کیوں لے بیٹھے۔ کیا وہ دونوں اس لئے مار ڈالے گئے کہ دونوں ہی نے یلو پینتھر کی وجہ سے مالی فائدہ اٹھایا تھا....؟''

''نہیں یہاں کئی باتیں ہیں۔ یلو پینتھر پر رقم جیتنے کے تین دن بعد ڈیکارٹس نے یا جو کچھ بھی اس کا نام ہو، کیفے جبران کی تیرھویں میز ریزرو کرائی تھی اور گھوڑے کا نمبر بھی تیرہ تھا۔ شیش محل کے پانچویں فلیٹ میں جو میز ملی تھی اس پر بھی تیرہ ہی کا ہندسہ پڑا ہوا تھا۔''

''مگر اس کے لئے تو آپ کہہ چکے ہیں کہ جواری لوگ طاق اعداد....!''

''ہاں ٹھیک ہے۔'' فریدی اس کی بات کاٹ کر بولا۔ ''مگر یہ تو سوچو کہ کیفے جبران ہی کیوں؟ میز مستقل طور پر مخصوص کرائی گئی تھی، اور وہ اس کے لئے پانچ سو روپے ماہوار ادا کرتا تھا۔ کیفے جبران کوئی بہت اچھی جگہ نہیں ہے۔ پھر ایک میز کا ریزرویشن پانچ سو روپے ماہوار.... خدا کی پناہ۔ یہاں بہت بڑے بڑے ہوٹل ہیں لیکن اُن کے رہائشی کمرے بھی اتنے گراں نہ ہوں گے۔ کیفے کے منیجر کا کہنا ہے کہ مقتول نے پانچ سو کا آفر خود سے دیا تھا۔ ورنہ اس طرح دائمی طور پر میزیں کہیں بھی مخصوص نہیں کی جاتیں۔ میرا خیال ہے کہ کبھی راجوں مہاراجوں نے بھی اس قسم کی حماقت نہ کی ہوگی۔''

”چلئے اسے بھی تسلیم کئے لیتا ہوں، لیکن اس معاملے میں یلو پینتھر کو کیوں گھسیٹ رہے ہیں؟“

”اس لئے کہ اگلی ریس میں یلو پینتھر دوڑنے والا تھا لیکن اب نہ دوڑے گا۔ دیکھو! ابھی تو میں واقعات کی کڑیاں ملا رہا ہوں۔ کسی خاص نتیجے پر ابھی تک نہیں پہنچ سکا۔“

”یلو پینتھر کیوں نہ دوڑے گا؟“

”اس کا مالک ہی مر گیا۔“

”کوئی نہ کوئی وارث تو ہوگا ہی۔ یلو پینتھر تو سونے کی چڑیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ کبھی نہیں ہارا۔“

”صمد کا وارث اس کا لڑکا ہے۔ لیکن وہ سختی سے مذہب کا پابند ہے۔ لہٰذا اب یلو پینتھر ریس میں نہیں دوڑ سکے گا۔“

”تو آپ کا خیال ہے کہ صمد یلو پینتھر ہی کی وجہ سے مارا گیا۔“

”ہاں.... میں یہی سوچ رہا ہوں۔ ابھی تک یہاں جتنے بھی ایسے قتل ہوئے ہیں جن میں سرخ دائرے کو بھی دخل رہا ہو، وہ سب ریس ہی سے کسی نہ کسی طرح تعلق رکھنے والے لوگ تھے، کیا تمہیں اُن دونوں جاکیوں کے قتل یاد نہیں، وہ دونوں ہی ماہر ترین شہسوار تھے۔“

”تو پھر یہ کسی گھوڑے ہی کا چکر ہے۔“ حمید سر ہلا کر بولا۔ ”کسی کا کوئی نیا گھوڑا تیار ہو رہا ہوگا، یا ہو سکتا ہے، پرانا ہی ہو مگر پھسڈی.... میرا خیال ہے اسی ریس میں اول یا دوم آنے والا گھوڑا، ظاہر ہے کہ اب یلو پینتھر تو دوڑے گا نہیں، کیوں نہ ہم یہ دیکھیں کہ یلو پینتھر کے بعد کس کی کامیابی متوقع ہے۔“

”اگر تمہارا نظریہ صحیح بھی ہو تو کم از کم اس ریس میں اسکے دوڑنے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔“

”کیوں....؟“

”عقل استعمال کرو۔ اس گھوڑے کا مالک دیدہ و دانستہ اپنی گردن کبھی نہ پھنسائے گا۔ صاف ظاہر ہے کہ قتل اسی مقصد کے تحت ہوا ہے کہ یلو پینتھر نہ دوڑ سکے۔ لہٰذا یلو پینتھر کے بعد والے گھوڑے کے مالک پر قتل کا شبہ ضرور کیا جا سکتا ہے۔“

”نہیں آپ یقینی طور پر ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ قتل یلو پینتھر کی وجہ سے ہوا ہے۔“

''میں کہہ سکتا ہوں۔'' فریدی بڑی خود اعتمادی کے ساتھ بولا۔'' بلکہ بہت جلد ثابت بھی کردوں گا۔ ویسے اپنی معلومات کیلئے سن لو کہ وہ دونوں مقتول جاکی صمد کے تنخواہ دار تھے، صمد کے پاس یلو پینتھر ہی نہیں چھ گھوڑے اور بھی تھے، وہ انہی دونوں جاکیوں کے زیر تربیت تھے۔''

''مگر اس دن تو آپ کہہ رہے تھے کہ اس کے پاس صرف دو گھوڑے تھے۔''

''میں نے یہ کبھی نہ کہا ہوگا۔ تمہارے سننے میں فرق آیا ہے، میں نے کہا تھا کہ اس کے دو گھوڑے ریس میں حصہ لیتے ہیں، غیر تربیت یافتہ یا زیر تربیت گھوڑوں کی بات ہی نہیں۔''

وہ ابھی کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ ایک نوکر نے آ کر کسی کی فون کال کی اطلاع دی۔

''دیکھو یار کون ہے۔'' فریدی جھنجھلائے ہوئے لہجے میں حمید سے بولا۔

''ہوسکتا ہے ڈی۔ آئی۔ جی صاحب ہوں۔''

''کیوں! وہ کیوں؟ کوئی خاص بات۔''

''نہیں وہی پرانی بات، کہ تم بھی غافل نہ رہو۔''

''واہ....!''

''چلو دیکھو....!'' فریدی ہاتھ ہلا کر بولا۔

حمید ڈرائنگ روم سے اٹھ کر فریدی کی خوابگاہ میں آیا۔ فون کا ریسیور میز پر پڑا ہوا تھا۔

''ہیلو....!'' اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

''کون صاحب ہیں؟'' دوسری طرف سے آواز آئی۔ مگر یہ آواز کسی عورت کی تھی۔

''حمید! کیپٹن حمید۔''

''اوہ.... میں ریکھا بول رہی ہوں۔ دیکھئے جلد آیئے۔ وہ زرد اسکرٹ والی قتل کردی گئی اور وہی سرخ دائرہ اس کی لاش کے قریب موجود ہے۔''

''آپ کہاں ہیں؟''

''میں تنہا نہیں ہوں.... پوری پارٹی ہے۔'' دوسری طرف سے آواز آئی۔'' وہیں کنگس لین میں۔ اس کی لاش رورد اسکوائر کے سامنے والی بلڈنگ کے ساتویں فلیٹ میں پائی گئی ہے۔ آس پاس والوں کا بیان ہے کہ وہ اسی فلیٹ میں رہتی تھی۔''

''لاش کیسے ملی؟''

''اسے گولی ماری گئی ہے۔ پڑوسیوں نے فائر کی آواز اور اس کی چیخ سنی تھی۔ آپ آ سکتے ہوں تو آ جائیے۔ یقیناً کوئی نہ کوئی کلیو ہاتھ آ جائے گا۔''

''آصف موجود ہے؟'' حمید نے پوچھا۔

''جی ہاں....اور وہ حضرت خواہ مخواہ دوسروں پر بور ہو رہے ہیں۔''

''اچھا.... میں آ رہا ہوں۔'' حمید نے کہا اور ریسیور رکھ کر تقریباً دوڑتا ہوا ڈرائینگ روم میں آیا۔ پھر اسے فریدی کو وہ بات بتانی ہی پڑی، جس کا تذکرہ اس نے ابھی تک نہیں کیا تھا اور نہ کرنا ہی چاہتا تھا۔

''بڑے احمق ہو....!'' فریدی اسے خونخوار آنکھوں سے دیکھتا ہوا غرایا۔ ''اگر تم نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ وہ ریکھا کا تعاقب کر رہی ہے تو تمہیں ان دونوں ہی سے کترانا چاہئے تھا۔''

''اب میں کیا بتاؤں کہ کیا ہو گیا۔ وہ بڑی خوبصورت لڑکی تھی، میں اس کی لاش کیسے دیکھ سکوں گا۔ آپ اگر جانا چاہتے ہوں تو جائیے۔''

''میں یوں بھی تمہیں ساتھ نہ لے جاتا۔'' فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''تو کیا آپ وہیں جائیں گے؟ میرا خیال ہے کہ آصف....!''

''اونہہ آصف....!'' فریدی بڑبڑاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

کنکس لین پہنچ کر وہ پہلے مقتولہ کے فلیٹ میں نہیں گیا، بلکہ آس پاس والوں سے اس کے متعلق پوچھ گچھ کرتا رہا۔ لڑکی کا نام سیسل پیکرافٹ تھا۔ وہ وہاں تنہا رہتی تھی۔ اس سے وہاں کبھی کوئی ملنے کے لئے نہیں آیا تھا۔ پیشہ نامعلوم....مدت قیام ایک سال تھی۔ پڑوسیوں میں نیک نام مگر پراسرار تھی۔ اسی قسم کی اور بھی بہتیری معلومات فراہم کرنے کے بعد فریدی نے اس کے فلیٹ کا رخ کیا۔

یہاں آصف کی پارٹی ریکھا سمیت موجود تھی اور فنگر پرنٹ ڈیپارٹمنٹ کے فوٹو گرافر مختلف مواقع کی تصویریں لے رہے تھے۔ لاش ایک طرف فرش پر پڑی تھی اور اس پر پولیس ہسپتال کا ایک ڈاکٹر جھکا ہوا تھا۔

لاش پر نظر پڑتے ہی فریدی جہاں تھا وہیں رک گیا۔ کیونکہ مقتولہ کی صورت کچھ جانی پہچانی سی معلوم ہو رہی تھی۔ پھر اچانک اسے یاد آ گیا کہ اُس نے اسے ڈیکارٹس کے قتل والی رات کو کیفے جبران میں دیکھا تھا، وہ منیجر کے ساتھ تھی۔

آصف نے فریدی کو حیرت سے دیکھا وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ فریدی وہاں اس طرح پہنچ جائے گا۔ شاید اسے علم ہی نہ رہا ہو کہ قریب ہی ایک دوا خانے سے ریکھا حمید کو فون کر چکی ہے۔

''میں اس لڑکی کو پہلے سے جانتا تھا۔ تم کچھ اور نہ سمجھنا۔'' فریدی نے کہا اور لاش کی طرف دیکھنے لگا۔ گولی سر کی پشت میں لگی تھی۔ لاش جس پوزیشن میں پڑی تھی اس سے تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ حملہ آور کو دیکھ ہی نہ سکی ہوگی۔ لاش اوندھی پڑی تھی۔ فریدی نے لیفٹیننٹ سنگھ کو اشارے سے اپنے قریب بلایا۔

''لاش اسی حالت میں ملی یا پوزیشن تبدیل کی گئی ہے؟'' اس نے اُس سے پوچھا۔

''نہیں ابھی اسے ہاتھ بھی نہیں لگایا گیا۔'' لیفٹیننٹ سنگھ نے کہا۔ ''آصف کا طریق کار جدید ترین ہے۔ لیکن خدارا یہ نہ پوچھئے گا کہ اس سلسلے میں اس کا کیا خیال ہے۔''

''نہیں.... میں نہیں پوچھوں گا۔'' فریدی نے اس دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس کے سامنے لاش پڑی ہوئی تھی۔ یہ دوسرے کمرے کا دروازہ تھا۔

فریدی اس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ آصف نے ٹوک دیا۔

''کس کی اجازت سے۔''

''کام کے وقت ٹوکا نہ کرو۔'' فریدی نے کہا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔

دوسری طرف اور کوئی دروازہ نہیں تھا۔ اس فلیٹ میں یہی دو کمرے تھے۔

ایسی صورت میں اس کے علاوہ اور کیا سوچا جا سکتا تھا کہ قاتل اس کی آمد سے پہلے ہی کسی طرح فلیٹ میں داخل ہو گیا ہوگا۔ یا ہو سکتا ہے کہ اس کی دانست میں بھی پہلے سے موجود رہا ہو۔ مگر گولی کا نشانہ سر کی پشت پر تھا۔ اس لئے زیادہ قرین قیاس یہی بات تھی کہ حملہ مقتولہ کی لاعلمی ہی میں کیا گیا ہوگا۔

فریدی الٹے پاؤں لوٹ آیا۔

''دوسروں کا احترام کرنا سیکھو۔'' آصف غصیلی آواز میں بولا۔

اُس کا عاشق

فریدی نے بڑی خوش اخلاقی کے ساتھ جواب دیا۔ ''میں جن کا احترام نہیں کرتا، ان میں چلنے پھرنے کی بھی سکت نہیں رہ جاتی۔''

اور پھر اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر مقتولہ کے فلیٹ سے نکل آیا۔ ایک بار پھر اسے مقتولہ کے پڑوسیوں سے پوچھ گچھ کرنی پڑی اور اس نے اس گفتگو سے یہی نتیجہ اخذ کیا کہ کوئی اس کی عدم موجودگی ہی میں فلیٹ میں داخل ہوا ہوگا۔ ایک ایسا عینی شاہد بھی مل گیا تھا جس نے مقتولہ کو فلیٹ کا قفل کھولتے دیکھا تھا۔ وہ دونوں ساتھ ہی عمارت میں داخل ہوئے تھے۔ اس کا فلیٹ بھی اسی لائن میں تھا اور دونوں فلیٹوں کے درمیان صرف دو فلیٹ حائل تھے۔ وہ اسے قفل کھولتا چھوڑ کر اپنے فلیٹ میں چلا گیا تھا۔ پھر اسے اپنے فلیٹ میں داخل ہوئے بمشکل تمام دو یا تین منٹ ہی گذرے ہوں گے کہ اس نے فائر اور چیخ کی آواز سنی۔

اب فریدی کی لئے ایک نیا مسئلہ پیدا ہوگیا تھا۔ کیفے جبران سے تعلق رکھنے والی دو ہستیاں عجیب وغریب حالات میں قتل کردی گئی تھیں۔ ایک کی لاش کے قریب سرخ دائرہ ملا تھا اور دوسری گوکہ سرخ دائرہ سے تعلق نہیں رکھتی تھی لیکن اس کے سلسلے میں بھی سرخ دائرے کا اشتباہ موجود تھا کیونکہ شیش محل کے پانچویں فلیٹ میں رنگین چاک کے ٹکڑے ملے تھے۔

فریدی نے اپنی کار کیفے جبران کے راستے پر ڈال دی۔ کلاک ٹاور کا گھنٹہ ایک بجا کر خاموش ہوگیا تھا۔ سڑکیں آہستہ آہستہ ویران ہوتی جارہی تھیں۔ ٹریفک کی بھیڑ بھاڑ نہ ہونے کی وجہ سے کیفے جبران تک کی مسافت طے کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگا۔

کیفے جبران پوری طرح آباد تھا۔ فریدی نے کاؤنٹر کلرک سے منیجر کے متعلق پوچھا۔

منیجر اپنے کمرے ہی میں موجود تھا۔ ایک ویٹر نے اس کی رہنمائی کی۔

''اوہو! کرنل صاحب۔'' منیجر اٹھ کر قدرے جھکتا ہوا بولا۔ ''تشریف لائیے۔''

''میں سیسل پے کرافٹ کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہوں؟''

''سیسل پے کرافٹ....!'' منیجر بڑبڑایا۔ ''میں نہیں سمجھا۔''

''سیسل پے کرافٹ۔'' فریدی نے کہا۔ ''اگر آپ اس نام کے ہجے پوچھیں تو میں نہ بتا سکوں گا۔''

''میں یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں۔'' منیجر نے اس طرح کہا جیسے اپنی یاد داشت پر زور دے رہا ہو۔

''مجھے حیرت ہے۔'' فریدی مسکرایا۔ ''حالانکہ آپ اس لڑکی سے بہت زیادہ بے تکلف معلوم ہوتے تھے۔''

''لڑکی! کیا یہ کسی لڑکی کا نام ہے؟''

''ہاں! مجھے جھلانے کا موقعہ نہ دیجئے تو بہتر ہے۔'' فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔ ''میں اُس لڑکی کا تذکرہ کررہا ہوں جو ڈیکارلس کے قتل والی رات کو آپ کے ساتھ تھی۔''

''ہائیں....!'' منیجر نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔ ''کیا نام لیا تھا آپ نے....!''

''سیسل پے کرافٹ۔''

''نہیں جناب۔'' منیجر بے ساختہ ہنس پڑا۔ ''اس کا نام میری جیرنگٹن ہے۔''

''آپ کو یقین ہے۔'' فریدی نے پوچھا۔

''اب اس کا کیا جواب دوں۔'' منیجر نے شرمیلے انداز میں کہا۔ ''ہم بہت گہرے دوست ہیں اور شاید ہمیں ایک دوسرے کی پشت ہا پشت کے نام زبانی یاد ہوں۔''

''تب تو یقیناً آپ کو بہت صدمہ ہوگا۔''

''کیا مطلب....؟''

''اس کا نام سیسل پے کرافٹ تھا اور اس کی شہادت تقریباً ایک درجن آدمی دیں گے۔ خود اس کے پڑوسی۔''

''نہ جانے آپ کس کی بات کر رہے ہیں کرنل صاحب! یقیناً آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے مگر آپ یہ سب کس سلسلے میں پوچھ رہے ہیں۔''

''میں جس لڑکی کے متعلق پوچھ رہا ہوں، اُسے کسی نے قتل کر دیا ہے۔''

''کیا...؟''

''جی ہاں! قتل.... کنکس لین کی ایک عمارت میں۔''

''کنکس لین کی عمارت۔'' منیجر بڑبڑایا۔ ''سیسل ڈگراف۔''

''سیسل پے کرافٹ۔'' فریدی نے تصحیح کی۔ ''وہ اپنے رہائشی فلیٹ میں قتل کی گئی ہے۔''

''تب تو وہ میری جیر نگٹن نہیں ہو سکتی۔''

''کیوں؟ کوئی وجہ؟''

''وہ راجر اسٹریٹ میں رہتی ہے۔'' منیجر ایک طویل سانس لے کر بولا۔ ''آپ نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔ کیا آپ کو ریس سے دلچسپی نہیں ہے؟''

فریدی منیجر کے اس سوال پر چونک پڑا۔

''آپ نے یہ کیوں پوچھا.... کیا اس بات کا موقع تھا۔''

''جی ہاں.... ریس سے دلچسپی رکھنے والا ہر آدمی میری جیر نگٹن سے ضرور واقف ہوگا۔ کیونکہ وہ ریس کورس میں پریوں کی طرح اٹکھیلیاں کرتی پھرتی ہے۔ اس کے پاس دو نہایت شاندار گھوڑے ٹمپسٹ اور شہباز ہیں۔ اس بار ٹمپسٹ اور یلو پینتھر کا مقابلہ تھا۔ مگر اب شاید یلو پینتھر نہ دوڑ سکے۔ میں نے یہی سنا ہے، صمد کالڑ کا اسد تو بڑے زہبی خیالات کا آدمی ہے۔ وہ اب اسے ریس میں نہیں دوڑائے گا۔ پھر آپ یقین کیجئے کہ اس بار ٹمپسٹ نے بازی جیت لی۔''

فریدی اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ خاموش ہوا، اُس نے کہا۔ ''میری یادداشت نے مجھے آج تک دھوکا نہیں دیا۔ مجھے یقین ہے کہ مقتولہ وہی لڑکی ہے جسے میں نے اس رات آپ کیساتھ دیکھا تھا۔ اچھا کیا اس کے کوئی بہن بھی ہے جو اس سے مشابہت رکھتی ہو؟''

''نہیں! میری جیر نگٹن کی کوئی بہن نہیں ہے۔'' منیجر نے کہا۔

فریدی پھر کسی سوچ میں پڑ گیا۔ آخر اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ ''کیا آپ تھوڑی سی

تکلیف برداشت کریں گے؟''

''فرمایئے! میرے لائق جو بھی خدمت ہو۔'' منیجر نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔

''میں آپ کو کنکسن لین تک لے جانا چاہتا ہوں۔''

''میں ضرور چلوں گا مگر....!'' منیجر کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

فریدی نے مستفسرانہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

''میں یہ عرض کر رہا تھا۔'' منیجر بولا۔ ''وہ کسی عورت کی لاش ہوگی۔ میں کس طرح دیکھ سکونگا۔''

''مگر....!'' فریدی نے مسکرا کر کہا۔ ''آپ کے جبڑے کی بناوٹ تو کہتی ہے کہ آپ بہت مضبوط دل کے آدمی ہیں۔ نہ صرف مضبوط دل کے بلکہ کسی حد تک سنگدل بھی۔''

''ہوسکتا ہے۔'' منیجر بھی جواباً مسکرایا۔ ''مگر عورت کے معاملے میں نہیں۔ ایک بار قلم تراش چاقو سے ایک عورت کی انگلی کٹ گئی تھی۔ میں نے خون بہتے دیکھا اور مجھے چکر آ گیا۔ اگر میرے ساتھی نے سہارا نہ دیا ہوتا تو گر ہی پڑتا۔ ویسے آپ کہہ رہے ہیں تو میں ضرور چلوں گا۔ کیونکہ آپ میرے ہیرو ہیں اور میں آپ کی دوستی کا خواہش مند ہوں۔''

''شکریہ....!''

وہ دونوں کیفے سے باہر نکلے۔ فریدی نے اسے اپنی ہی کار میں بیٹھنے کی پیش کش کی۔ حالانکہ منیجر کی کار وہیں موجود تھی۔

''میں آپ کو پہنچا دوں گا۔'' فریدی نے کہا۔

''ارے نہیں.... آپ کہاں تکلیف کریں گے۔ کنکسن لین میں ٹیکسیوں کا اڈہ بھی تو ہے۔'' منیجر نے فریدی کی کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر تک وہ خاموشی ہی سے سفر کرتے رہے۔ پھر فریدی بولا۔

''بڑی عجیب بات ہے۔ اس دوران میں جتنے بھی قتل ہوئے ہیں وہ سب کسی نہ کسی طرح ریس ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ صمد کے دو جاکی اور صمد اور اب آپ کہہ رہے ہیں کہ اس لڑکی کے گھوڑے بھی ریس میں دوڑتے ہیں۔''

''خدارا آپ اس لڑکی کو قتل نہ کیجئے۔'' منیجر بُرا مان جانے والے لہجے میں بولا۔ ''ورنہ میں

بے موت مرجاؤں گا۔ آپ کسی سیسل پے کرافٹ کا تذکرہ کررہے تھے۔ جو کنگسن لین میں رہتی تھی۔ میری راجرس اسٹریٹ میں رہتی ہے۔''

''خدا کرے ایسا ہی ہو کہ آپ کی میری محفوظ ہو۔'' فریدی بولا۔ ''خیر اس تذکرے کو جانے دیجئے۔ میں ڈیکارٹس کے متعلق کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔''

''ڈیکارٹس....!'' منیجر نے ایک طویل سانس لی پھر بولا۔ ''وہ معاملہ تو میرے لئے سوہان روح بن گیا ہے۔ ایسا بدنام ہوا ہے کیفے کہ خدا کی پناہ۔ بھوت والا واقعہ تو آپ نے اخبارات میں پڑھا ہی ہوگا۔ عجیب چیز تھی وہ بھی۔''

منیجر بے تحاشہ ہنسنے لگا۔ جب اچھی طرح ہنس چکا تو بولا۔ ''میں اپنے آفس میں تھا کہ ہال سے ہڑبونگ کی آواز آئی۔ بوکھلا کر اٹھا تو میز کے پائے سے الجھ کر وہیں ڈھیر ہوگیا۔ مجھے اچھی طرح یاد نہیں کہ کس طرح اٹھا، بہرحال .... جب ہال میں پہنچا تو عجیب کیفیت نظر آئی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہاں مہا بھارت ہوئی ہو۔ میزیں الٹی پڑی تھیں اور وہاں اُلو بول رہا تھا۔ البتہ باہر سے اب بھی غل غپاڑے کی آواز آرہی تھی۔ باہر نکلا تو لوگ بھوت بھوت چیخ رہے تھے۔ حالانکہ میں ہال ہی میں سے گذر کر آیا تھا، اور مجھ سے قسم لے لیجئے جو مجھے وہاں کسی کا سایہ بھی نظر آیا ہو۔''

''آپ کے یہاں بار بھی تو ہے۔'' فریدی نے کہا۔

''جی ہاں....!''

''پھر ہوسکتا ہے کہ کوئی شرابی بہک گیا ہو۔''

''مگر جناب! میرا بارٹنڈر تو نشے میں نہیں تھا۔ وہ قسم کھا کر کہتا ہے۔''

''ضرور وہ کمزور دماغ کا آدمی ہوگا۔ اکثر ضعیف الاعتقاد لوگوں کا خیال ہے کہ قتل ہونے کے بعد آدمی بھوت بن جاتا ہے، اور اس کی روح انتقام کیلئے بھٹکتی رہتی ہے۔ خیر چھوڑیئے بھوتوں کے متعلق میری معلومات محدود ہیں۔ ڈیکارٹس کے ساتھیوں میں سے بھی کبھی کوئی نظر آیا تھا۔''

''نظر آتا تو میں آپ کو ضرور مطلع کرتا، وعدہ کر چکا ہوں!''

''بڑے عجیب لوگ تھے۔ ڈیکارٹس کی قیام گاہ کا سراغ ہمیں مل گیا تھا لیکن وہاں کوئی

ایسی چیز نہیں ملی جس سے اس کی یا اس کے ساتھیوں کی شخصیت پر روشنی پڑ سکتی۔ اچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ ڈیکارٹس بھی ریس کا رسیا تھا؟''

''کیا واقعی! تب تو میرا شبہ درست تھا'' منیجر بولا۔

''کیسا شبہ؟'' فریدی نے پوچھا۔

''پچھلے سال اسپورٹ میں ایک آدمی کی تصویر شائع ہوئی تھی جس نے یلو پینتھر پر پچاس ہزار جیتے تھے۔ ڈیکارٹس ہو بہو ویسا ہی تھا۔ مگر پچاس ہزار جیتنے والے کا نام کچھ اور تھا۔ مجھے یاد نہیں... مگر ڈیکارٹس ہرگز نہیں تھا۔''

''وہ اس سے پہلے بھی آپ کا گاہک رہا ہوگا۔''

''جی نہیں... اس کے بعد آیا تھا۔ آپ نے غالباً ایک بار مجھ سے فون پر بھی اس کے متعلق گفتگو کی تھی۔''

''جی ہاں! مجھے یاد ہے۔'' فریدی نے کہا۔

''کیا حقیقتاً ڈیکارٹس وہی آدمی تھا...؟'' منیجر نے پوچھا۔

''شاید! وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ میں نے بھی اسپورٹ میں اس کی تصویر دیکھی تھی۔ مگر اس سلسلے میں ایک بات بڑی دلچسپ ہے۔ آہا ٹھہریئے! پہلے میرے ایک سوال کا جواب دیجئے۔''

''فرمایئے۔''

''کیا اس نے خاص طور پر تیرہ نمبر کی میز کے ریزرویشن پر اصرار کیا تھا...؟''

''جی ہاں!'' منیجر نے کہا۔ ''اور اسی لئے مجھے یہ بات آج بھی یاد ہے کہ یہ ریزرویشن پچاس ہزار جیتنے کے بعد ہوا تھا اور یہ بھی یاد ہے کہ اس جیت میں یلو پینتھر کا نمبر تیرہ تھا اگر وہ تیرہ نمبر کی میز مخصوص کرانے پر زور نہ دیتا تو مجھے یلو پینتھر کا نمبر آج بھی یاد نہ ہوتا۔ آپ سمجھتے ہیں نا میرا مطلب! ایسا اکثر ہوتا ہے۔''

''جی ہاں! قطعی نفسیاتی معاملہ ہے۔''

کنگسن لین میں پہنچ کر فریدی نے اسی عمارت کے سامنے کار روک دی جہاں قتل ہوا

تھا۔ مگر انہیں معلوم ہوا کہ لاش وہاں سے لے جائی جا چکی ہے۔

''یہ تو بُرا ہوا۔'' فریدی بڑبڑایا۔

''اب ہمیں کہاں جانا ہوگا؟'' نیجبر نے پوچھا۔

''اب تو بس کوتوالی ہی چلنا ہوگا....!''

''چلیے! مجھے کوئی اعتراض نہیں۔''

''آپ کا وقت برباد کر رہا ہوں۔'' فریدی نے کہا۔

''نہیں .... آپ اس کی پرواہ نہ کیجئے۔ میں کوئی خاص کام نہیں کر رہا تھا۔ ویسے یہاں میری کے رہنے کا امکان ہی نہیں ہو سکتا۔ وہ اتنی مفلس نہیں ہے کہ اس قسم کی عمارتوں کے فلیٹوں میں رہتی پھرے۔''

کار پھر چل پڑی اور وہاں سے کوتوالی تک کے راستے میں وہ دونوں خاموش ہی رہے۔ کوتوالی پہنچ کر فریدی نے مردہ خانے کا رخ کیا۔ اس وقت وہاں سنتری کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا' جس نے فریدی کو دیکھتے ہی سلیوٹ کیا۔

''وہ اس اینگلو انڈین لڑکی کی لاش۔'' فریدی نے اس سے کہا۔

''نمبر دو میں جناب۔'' سنتری نے جواب دیا۔

وہ ایک کمرے میں آئے۔ یہاں لاش ایک چادر سے ڈھکی ہوئی پڑی تھی۔ فریدی نے جھک کر اس کا چہرہ کھول دیا۔ ساتھ ہی نیجبر کے حلق سے ایک جگر خراش چیخ نکلی اور وہ چاروں شانے چت فرش پر گر گیا۔

''اوہ....!'' فریدی اُسے اٹھاتا ہوا بولا۔ ''یہ کیا کر رہے ہیں آپ.... اگر کسی کی نظر پڑ گئی تو زندگی تلخ ہو جائے گی آپ کی۔''

نیجبر کی آنکھیں بند تھیں اور وہ کھڑے کھڑے لہرا رہا تھا۔ یہ عالم تھا کہ اب گرا اور تب گرا۔ فریدی اس کے شانے پکڑے ہوئے تھا۔

''دیکھیے! سنبھلیے! اتنی کمزوری.... نہیں آپ کو مرد ہونا چاہئے۔''

''مجھے یہاں سے لے چلیے۔'' نیجبر آنکھیں بند کیے ہوئے گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا۔

''یوں نہیں! پہلے آپ خود کو سنبھال لیجئے۔ ورنہ کوتوالی والے آپ کو تنگ کر ڈالیں گے۔''

منیجر لاش کی طرف منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔ اب اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن ان میں عجیب طرح کی ویرانی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اندھا ہو گیا ہو۔

''ہاں! میں نے کہا کہ مجھے لے چلئے۔'' اس نے کہا۔

''فریدی نے اس کی آواز میں بھی ویرانی محسوس کی، اجنبیت محسوس کی۔ یہ اس آدمی کی آواز نہیں معلوم ہوتی تھی جو کچھ دیر قبل اس سے کار میں گفتگو کرتا رہا تھا۔''

''چلئے.... لیکن اس طرح نہیں.... ہم مصیبت میں پھنس جائیں گے۔''

''چلئے....!'' وہ باہر نکلتا ہوا بولا۔

پتہ نہیں.... اس نے خود کو سنبھال لیا تھا یا ابھی تک اس پر وہی کیفیت طاری تھی۔

پھر کار میں بیٹھتے ہی اس نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔ فریدی نے اسے رونے دیا۔ وہ بالکل خاموش ہو گیا تھا۔

منیجر نے ہچکیوں اور سسکیوں کے درمیان کہا۔ ''اب راجرس اسٹریٹ چلئے.... میں آپ کو دکھاؤں میری وہیں رہتی تھی۔''

''میں آپ سے پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ میری یادداشت مجھے بہت کم دھوکا دیتی ہے۔''

منیجر کچھ نہ بولا۔ وہ اب بھی روئے جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سست پڑ گیا۔

''میں برباد ہو گیا۔ فریدی صاحب۔'' اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ''دنیا میں اس سے زیادہ مجھے اور کوئی عزیز نہیں تھا۔ اس کا ہر شوق پورا کرتا تھا۔ اب میں کیا کروں گا.... کیسے جیوں گا۔ زندگی اندھیرے میں رینگتا ہوا ایک اژدھا معلوم ہو گی۔''

''گھوڑ دوڑ سے تعلق رکھنے والا چوتھا قتل.... اور سرخ دائرہ۔''

''سرخ دائرہ....!'' دفعتاً منیجر اچھل پڑا۔ ''کیا اس میں بھی سرخ دائرہ؟''

''جی ہاں! اس کی لاش کے قریب بھی فرش پر سرخ دائرہ دیکھا گیا ہے۔''

''میرے خدا یہ کیا ہو رہا ہے۔'' منیجر بڑبڑایا۔ ''سرخ دائرہ صمد اور اس کے جاکیوں کی لاش کے قریب بھی ملا تھا۔''

فریدی کچھ نہیں بولا اور پھر بقیہ راستہ خاموشی ہی سے طے ہوا۔ راجرس اسٹریٹ کی جس عمارت کے سامنے منیجر نے کار روکنے کو کہا تھا وہ بڑی شاندار تھی۔ وہ دونوں کار سے اتر کر اندر داخل ہوئے۔

صدر دروازے پر ایک صاف ستھرے ملازم نے ان کا استقبال کیا۔ غالباً وہ چوکیدار تھا جو اب تک جاگ رہا تھا۔ فریدی نے یہ بات خاص طور پر نوٹ کی۔ میری جیرنگٹن یقینی طور پر رات گئے گھر آنے کی عادی تھی۔ ورنہ اس علاقے میں چوکیدار کی ضرورت نہیں تھی۔ ساتھ ہی فریدی نے یہ بھی محسوس کیا کہ منیجر میری کی عدم موجودگی میں بھی بغیر روک ٹوک اس کے گھر میں جاسکتا ہے کیونکہ چوکیدار اس طرح ان کے پیچھے چل رہا تھا جیسے خود منیجر ہی اس مکان کا مالک ہو۔

وہ ایک کمرے میں آئے۔ سامنے کی دیوار پر مقتولہ کی ایک بڑی تصویر آویزاں تھی اور فریدی اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

خان افضل

منیجر نے یہاں پھر رونا شروع کر دیا۔ نوکروں کو بھی یہ بات معلوم ہوگئی اور وہ سب منیجر کے گرد اکٹھا ہونے لگے۔ یہ تعداد میں پانچ تھے۔

''دیکھو! تم لوگ دیکھو!'' منیجر روتا ہوا نوکروں سے بولا۔ ''اب میں کیا کروں .... مجھے بتاؤ۔''

نوکروں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سب بھی اپنے چہرے ڈھانپ کر سسکیاں لینے لگے تھے۔

ذرا ہی سی دیر میں فریدی کے چہرے پر بیزاری کے آثار نظر آنے لگے۔

''اچھا اب آپ انہیں رخصت کر دیجئے۔'' فریدی نے نوکروں کی طرف دیکھ کر کہا۔

نوکر وہاں سے ہٹا دیئے گئے اور وہ اپنی آنکھیں خشک کرنے لگا۔ جو اب انگاروں کی طرح سرخ تھیں۔

''آپ کو معلوم نہیں تھا کہ وہ کسی دوسری جگہ سیسل بیکرافٹ کے نام سے بھی رہتی ہے؟'' فریدی نے پوچھا۔

''جی نہیں.... میرے لئے یہ چیز اس کی موت سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوئی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس کا مقصد کیا تھا۔''

''اور یہی نہیں.... یہ کوئی دو چار دن کی بات نہیں۔ وہ پورے ایک سال سے وہاں اسی نام سے مقیم تھی۔''

''اب میں کیا بتاؤں جب کہ وہ مر چکی ہے۔ ایسی صورت میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ مجھے دھوکا دیتی رہی تھی.... بظاہر مجھے چاہتی تھی لیکن حقیقتاً وہ کوئی اور تھا جس سے اسے محبت تھی۔ وہ یقیناً کوئی غریب آدمی رہا ہوگا، تبھی تو اس گھٹیا سے فلیٹ میں....!''

نیجر کی آواز غصیلی ہوتی جا رہی تھی اور اب اس میں غم کا شائبہ بھی نہیں تھا۔

''مجھے اس لئے چاہتی تھی کہ میری دولت اس کے لئے تن آسانیاں پیدا کرے اور روح کی تسکین کے لئے کوئی اور ہی تھا.... اُف یہ عورتیں۔''

''تو یہ سارا ٹھاٹھ آپ ہی کی بدولت تھا۔'' فریدی چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

''جی ہاں.... قطعی.... نہ صرف یہ بلکہ دوسرے شوق بھی میں ہی پورے کرتا تھا۔ مثلاً گھوڑ دوڑ کا شوق، ٹمپسٹ اور شہباز میں نے ہی اسے خرید کر دیئے تھے میں سچ کہتا ہوں کہ صبح ہی انہیں گولی مار دوں گا.... لعنت ہے!''

''ابھی تو آپ رو رہے تھے جناب۔''

''بلاشبہ رو رہا تھا.... شاید زندگی بھر روتا رہوں۔ مگر یہ اب دیکھئے تا کہ مجھے دھوکا دیا گیا۔ آخر دوسری جگہ نام بدل کر رہنے کی کیا ضرورت تھی؟''

''اور آپ نے اس پر غور نہیں کیا کہ وہ ٹھیک زورد اسکوائر کے سامنے جا کر رہی تھی۔ اس عمارت کے سامنے جہاں ہوپر رہتا تھا۔'' فریدی نے کہا۔

''اوہ.... ہو....!'' نیجر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور پھر وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔

''آخر یہ قصہ کیا ہے.... کہیں وہ کسی سازش کا شکار تو نہیں ہوئی۔''

''خدا جانے۔''

''کرنل صاحب پتہ لگایئے.... میں اس کے لئے اپنی ساری پونجی صرف کر دوں گا۔''

"کیوں، کیا پھر بھول گئے کہ اس نے آپ کو دھوکہ دیا تھا۔"

"اوہ....!" وہ اپنے سر کی بال نوچتا ہوا بولا۔ "میں پاگل ہو جاؤں گا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں۔"

"فی الحال صبر کیجئے.... اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔"

"کیا مطلب....؟"

"یہی کہ تاوقتیکہ میں اس کے متعلق سب کچھ نہ معلوم کرلوں۔"

"ٹھیک ہے.... مگر اب....!"

"کچھ نہیں.... اب ایک دوسری بات بھی سنئے۔ وہ آج محکمہ سراغ رسانی کے ایک فرد کا تعاقب، کرتی ہوئی نیاگرہ ہوٹل تک گئی تھی۔"

"کیا....؟ نہیں....؟ بھلا وہ کس طرح؟"

"ایک پارٹی سرخ دائرہ والوں کے سلسلے میں تفتیش کر رہی ہے نا.... اسی کے ایک رکن کا اس نے تعاقب کیا تھا اور وہ تعاقب کنکس لین ہی سے شروع ہوا تھا۔"

"میرے خدا.... کیا کر رہی تھی میری!"

"میں آپ سے متفق ہوں کہ وہ کسی سازش کا شکار ہوئی ہے۔ ورنہ خود بھی کیوں ماری جاتی.... کیوں؟ آپ خود سوچئے۔"

"جی ہاں....!" منیجر حقیقتاً کچھ سوچ رہا تھا۔

"اور یہ سرخ دائرہ والے اتنے پھرتیلے اور چالاک ہیں کہ تعریف کرنے کو دل چاہتا ہے۔ انہوں نے ایک جیتے جاگتے آفیسر کی پشت پر سرخ دائرہ بنا دیا۔"

"ارے....؟"

"جی ہاں....!" فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "اور میں آپ کو کیا بتاؤں.... لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر یہ لوگ صرف گرانڈ روڈ ہی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں۔ بڑا عجیب معاملہ ہے۔ وہ یا تو تجوریاں توڑتے ہیں یا پھر گرانڈ روڈ سے تعلق رکھنے والوں کو قتل کر دیتے ہیں۔"

''تو پھر میں کیا کروں۔'' منیجر خوفزدہ سی آواز میں بولا۔ ''میں ان دونوں گھوڑوں کو گولی ہی مار دوں کیا...؟''

''کیوں؟ کیا اُن دونوں کے دوڑنے سے مجرم آپ کی گرفت میں آ جائیں گے؟''

''ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا.... ویسے توقع یہی ہے۔''

''مگر اب میں ایک دوسری بات بھی سوچ رہا ہوں۔''

''وہ کیا....؟''

''وہ دونوں گھوڑے میں نے میری ہی کے نام سے خریدنے تھے۔ لہٰذا اس کے مرنے کے بعد وہ میری ہی ملکیت ٹھہرے.... نہیں کرنل صاحب یہ سازش براہِ راست میرے ہی خلاف کی گئی ہے۔''

''کیوں؟ آپ کے خلاف کیوں؟'' فریدی نے حیرت ظاہر کی۔

''ظاہر ہے کہ یلو پینتھر کے بعد دوڑ میں ٹمپسٹ ہی کامیاب ہوگا۔ کیا لوگوں کے ذہن میں یہ بات نہیں آ سکتی کہ ہوسکتا ہے میں نے ہی یہ سارا جال بچھایا ہو۔''

''ہاں شبہ تو ہوسکتا ہے۔'' فریدی نے لاپروائی سے کہا۔

''پھر بتایئے! بہتر یہی ہے کہ میں یا تو انہیں فروخت کردوں یا گولی مار دوں۔''

''نہیں میں ان میں سے کسی کے لئے بھی مشورہ نہیں دوں گا۔''

''پھر بتایئے! میں کیا کروں؟''

''کتنی بار کہوں کہ ٹمپسٹ کو دوڑنے دیجئے۔ بقیہ میں دیکھ لوں گا۔''

''جیسی آپکی مرضی۔ ویسے اب میرا دل ان کاموں سے بُری طرح اچاٹ ہوگیا ہے۔''

''اب میرے چند سوالات کے جواب دیجئے۔ اس کے بعد میں آپ کو کیفے میں چھوڑ آؤں گا۔''

''اب بھلا ایسی صورت میں کیفے کی طرف جانا کہاں ہوسکتا ہے۔ رات میں یہیں بسر کروں گا۔ ورنہ یہ سارے نوکر رات ہی کو غائب ہوجائیں گے اور صبح یہاں جھاڑو پھری ہوئی نظر آئے گی۔''

''ہاں ٹھیک ہے۔ مگر دیکھیے.... میں یہ تو بھول ہی گیا تھا اسے اچھی طرح سمجھ لیجیے۔ آپ کسی سے بھی اس کا تذکرہ نہیں کریں گے کہ میری جیر تگٹن قتل کر دی گئی ہے۔ اسے سیسل پیکرافٹ ہی بنی رہنے دیجیے۔ اس وقت تک جب تک مجرموں کو پکڑ نہ لوں۔ دوسری صورت میں پولیس آپ کو اس قدر پریشان کرے گی کہ آپ گھوڑوں کو گولی مارنے کے بجائے اپنا ہی خاتمہ کرلیں گے۔''

''اچھی بات ہے۔ میں کسی کو بھی نہ بتاؤں گا۔'' منیجر نے کچھ سوچ کر سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''مگر نوکروں کو تو معلوم ہی ہو چکا ہے۔''

''آپ اس کی پرواہ نہ کیجیے۔ انہیں میں ٹھیک کرلوں گا۔ وہ اپنی زبان سے اس کے متعلق ایک لفظ بھی نہ نکال سکیں گے۔ اگر آپ سے کوئی میری جیر تگٹن کے متعلق پوچھے بھی تو کہہ دیجیے گا کہ وہ کہیں باہر گئی ہوئی ہے۔''

''میں یہی کروں گا کرنل صاحب۔ مگر کہیں میرا بھی نمبر نہ آجائے۔''

''کیا مطلب....!''

''مطلب! ارے دیکھیے ناصر مار ڈالا گیا۔ اس کے جاکی ختم کیے گئے.... محض یلو پینتھر کی وجہ سے؟ یلو پینتھر کے بعد ٹمپسٹ کا نمبر آتا ہے۔ میری ٹمپسٹ کی مالک تھی وہ اس طرح مار ڈالی گئی.... اور اب ٹمپسٹ کا مالک میں ہوں.... نہیں جناب کرنل صاحب! یا تو ٹمپسٹ دوڑے گا نہیں یا پھر میں ہی اسے گولی مار کر اپنی جان بچاؤں گا۔''

''آپ پھر بہک گئے، مرد بنیے!''

منیجر خاموش ہو گیا۔ اس کے چہرے پر ذہنی کش مکش کے آثار تھے۔ آخر اس نے تھوڑی دیر بعد مردہ سی آواز میں کہا۔ ''اچھا آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہی کروں گا۔''

''گڈ! بس اب تھوڑا سا وقت اور لوں گا۔'' فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''اچھا یہ بتائیے کہ ٹمپسٹ کے بعد کسی کے جیتنے کی توقع ہو سکتی ہے؟''

''تھنڈر.... ہاں تھنڈر ہی تو ہے!''

''اس کا مالک کون ہے؟''

"خان افضل....!" منیجر نے کہا۔

"آہا.... خان افضل.... اوہ....!" فریدی ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔ وہ خان افضل سے اچھی طرح واقف تھا۔ خان افضل شہر کے ان بڑے بدمعاشوں میں سے تھا جن کے عیوب دولت چھپا لیتی ہے۔ اگر اس کے پاس دولت نہ ہوتی تو اسے غنڈہ قرار دے کر شہر بدر کر دیا گیا ہوتا۔ مگر خان افضل جو دو تین فیکٹریوں کا مالک تھا اور سرکاری تعمیرات کے ٹھیکے لیا کرتا تھا شہر بدر کیسے کیا جاتا؟ وہ بالکل پڑھا لکھا نہیں تھا، اس کے باوجود بھی اسے شہر کے بڑے بڑے تعلیمی اداروں کے جلسوں کی صدارت کرنی پڑتی تھی اور اس کے متعلق لوگ کہا کرتے تھے کہ خدا بڑا مسبب الاسباب ہے۔ جو ڈنک مار دینے والی خطرناک مکھیوں سے شہد مہیا کرتا ہے۔ لہٰذا یہ اس کی شان سے بعید نہیں ہے کہ کسی جاہل اور کندہ ناتراش کو جلسہ تقسیم اسناد کی صدارت کی توفیق عطا کر دے۔

تو خان افضل ایسا آدمی تھا کہ فریدی تھوڑی دیر کے لئے سوچ میں پڑ گیا۔

بہر حال پھر اس نے بات آگے نہیں بڑھائی۔ پہلے کچھ دیر تک میری جیرالڈین کے نوکروں کے اسکریو کستا رہا۔ پھر منیجر کو وہیں چھوڑ کر گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

دوسرے دن سہ پہر تک وہ بہت مشغول رہا۔ اس نے پچھلی رات کے واقعات حمید کو بتا دیئے تھے اور حمید دن بھر انہیں کے متعلق سوچتا رہا تھا۔

سہ پہر کو فریدی واپس آیا۔ حمید اس کا منتظر ہی تھا۔ اسے توقع تھی کہ اب یہ کیس تیزی سے آگے بڑھے گا کیونکہ اب فریدی پوری طرح اس میں دلچسپی لے رہا تھا۔

حمید نے اس کے آتے ہی میری جیرالڈین کی گفتگو چھیڑ دی۔

"میری جیرالڈین....!" فریدی ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "وہ ایک بڑی پُراسرار لڑکی تھی۔ تمہیں یاد ہوگا [illegible] کہ اس نے [illegible] کرافٹ کے نام سے دو [illegible] حاصل کیا تھا [illegible] جیران میں تیرہ نمبر کا [illegible] کرائی گئی تھی۔"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ بھی ان پانچوں کی شریک تھی۔"

"کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ وہ پانچوں تو اس سرخ دائرہ سے بھی زیادہ پُراسرار ہیں۔"

"کیوں کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ سرخ دائرہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"میں ابھی کچھ نہیں سمجھتا۔ الجھی ہوئی ڈور کا ایک بہت بڑا گچھا میرے سامنے پڑا ہوا ہے اور میں اس کے دونوں سرے تلاش کر رہا ہوں جس دن ایک سرا بھی ہاتھ آ گیا اسی دن میں کوئی قطعی فیصلہ کر سکوں گا اور ہاں دوسری بات یہ کہ جب پچھلی رات آصف کوتوالی سے اپنے گھر واپس جا رہا تھا ایک تاریک گلی میں کسی نے اسے اٹھا کر پٹخ دیا اور پھر اس کی پشت پر وہی سرخ نشان بنا کر فرار ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آج چھٹی پر ہے اور اس کی بیوی صدقہ خیرات کر رہی ہے۔"

حمید ہنسنے لگا۔ دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔ "یہ سرخ دائرہ والے بھی بڑے ذہین اور ماہر نفسیات قسم کے لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ کون کس طرح مر سکتا ہے۔ اگر یہی عالم رہا تو آصف کچھ دن بعد گھر ہی سے نکلنا چھوڑ دے گا۔"

"مگر تم کہاں تھے.... رات میرے جانے کے بعد تم گھر پر تو نہیں تھے۔"

"ایک معمر عورت کی دلجوئی کر رہا تھا۔" حمید نے سنجیدگی سے کہا۔ "اس کی عمر پینتالیس سال ہے۔ اسے اس بات کا بڑا قلق ہے کہ اب اس کی کوئی بھی پرواہ نہیں کرتا۔"

"بہت بدنام ہو رہا ہوں تمہاری وجہ سے۔" فریدی برا سا منہ بنا کر بولا۔

"نہیں اب آپ کی بڑی شہرت ہو گی۔" حمید سر ہلا کر سنجیدگی سے بولا۔ "میں یہ کام فی سبیل اللہ کر رہا ہوں۔ لوگ کہنے لگے کہ کرنل فریدی کے اسسٹنٹ کو دیکھو وہ بوڑھی عورتوں کو بھی اداس ہونے کا موقع نہیں دیتا۔"

"بکواس مت کرو۔ چلو تیار ہو جاؤ۔ ہمیں خان افضل کے یہاں چلنا ہے؟"

"خان افضل؟ کیا مطلب آپ جائیں گے اس کے یہاں؟"

"ہاں کام ہے۔"

"کس سلسلے میں....؟"

"اسی سلسلے میں۔ ٹمپسٹ کے بعد اسی کے گھوڑے تھنڈر کا نمبر ہے۔"

"اتنا میں بتائے دیتا ہوں کہ وہ بہت بدتمیز آدمی ہے۔"

''مجھے علم ہے۔'' فریدی نے لاپروائی سے کہا۔ ''تم تیار ہو جاؤ۔''

''آپ جایئے۔ میں تو برداشت نہ کرسکوں گا۔'' حمید نے کہا اور بڑبڑاتا ہوا کمرے چلا گیا۔ فریدی اس کا انتظار کرتا رہا۔ آج وہ دن بھر دوڑتا رہا تھا۔ لیکن اس کے چہرے کی تازگی کہہ رہی تھی جیسے ابھی ابھی سو کر اٹھا ہو۔

حمید چلنے کے لئے تیار ہو کر آ گیا لیکن وہ جنگی لباس میں تھا۔ خطرناک مہموں پر روانگی سے پہلے وہ عموماً اسی قسم کی تیاریاں کیا کرتا تھا۔ اس کے جسم پر چمڑے کا جیکٹ ہوا کرتا تھا جس کے استر میں اندر کی طرف ریوالور کے کارتوس رکھنے کے لئے بے شمار خانے تھے۔ جیکٹ کے نیچے کمر پر ایک چوڑی سی پیٹی جس سے دائیں بائیں دو ہولسٹر لٹکتے رہتے تھے اور ہولسٹروں میں پڑے ہوئے ریوالور بھی خالی نہیں ہوا کرتے تھے۔ ایسے مواقع پر نہ تو وہ ٹائی باندھتا تھا اور نہ ایسی پتلون پہنتا تھا جن کے پائنچے ٹخنوں سے نیچے ہوں۔

''بہت خوب....!'' فریدی اسے نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا مسکرایا۔ ''اے میکسیکو کے چرواہے ہم کوئی ڈرامہ اسٹیج کرنے نہیں جا رہے ہیں۔''

''آپ نہیں سمجھتے! وہ بڑا لفنگا ہے۔ ابھی پچھلے ہی مہینے کی بات ہے اس نے ایک سب انسپکٹر کو اپنے مکان میں بند کر کے بُری طرح پیٹا تھا۔ اس کے بعد اپنے کپڑے پھاڑے اور جسم پر دو چار خراشیں ڈال کر سیدھا کمشنر صاحب کے بنگلے پر پہنچ گیا اور رپورٹ کر دی کہ فلاں سب انسپکٹر نے میرے ساتھ بدسلوکی کی ہے۔ بے چارا سب انسپکٹر اس وقت تک بند رہا جب تک کہ کوتوالی میں سب انسپکٹر کے خلاف رپورٹ نہیں لکھ لی گئی۔ جب وہ رپورٹ وغیرہ درج کرا کے واپس ہوا تو اس کے آدمیوں نے سب انسپکٹر کو چھوڑا۔ وہ معاملہ ابھی تک چل رہا تھا۔''

''اچھی بات ہے۔'' فریدی مسکرا کر بولا۔ ''اگر میں پٹنے لگوں تو تم بھاگ آنا.... پوری پوری اجازت ہے۔''

تھوڑی دیر بعد وہ خان افضل سے ملنے کے لئے روانہ ہو گئے۔ خان افضل ایک بھاری بھرکم آدمی تھا۔ اس کے بڑے سے چہرے پر چوٹ کے کئی نشان تھے۔ آواز پاٹ دار اور گونجیلی تھی۔ جنگ، عظیم سے پہلے وہ ایک جننگ فیکٹری میں مشین صاف کرنے پر ملازم تھا۔ پھر پتہ

نہیں کیا ہوا کہ جنگ شروع ہوتے ہی وہ پھیلنے اور بڑھنے لگا۔ ابتدا فوجی کینٹینوں میں مرغیاں سپلائی کرنے سے ہوئی تھی اور انتہا خدا جانے۔ کیونکہ اب بھی وہ پھیلتا اور بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ فطراً چڑچڑا اور بد اخلاق تھا۔ گالیاں تو نوک زبان پر رہتی تھی۔

مگر فریدی اور حمید کا استقبال اس نے خندہ پیشانی سے کیا۔ کچھ دیر رسمی گفتگو ہوتی رہی، پھر فریدی اصل موضوع پر آ گیا۔ اس نے جیب سے میری جیر نگٹن کی تصویر نکالی اور اُسے دکھاتا ہوا بولا۔ ''کیا آپ اسے پہچانتے ہیں؟''

''ارے.... ہائیں.... یہ تو میری ہے.... میری جیر نگٹن .... کیوں کیا بات ہے؟''

''اُس نے ابھی حال ہی میں ایک رپورٹ درج کرائی تھی۔'' فریدی نے کہا۔

''اس کا خیال ہے کہ کوئی اس کے گھوڑے ٹمپسٹ کو آنے والی دوڑ میں شریک ہونے سے روکنا چاہتا ہے۔''

''اور وہ خان افضل کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے.... کیوں؟'' خان افضل نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ ''مگر تھنڈر ٹمپسٹ کا باپ ہے۔ اس لونڈیا کا بھی دماغ خراب ہوا ہے۔ شاید.... کیوں؟''

''مجھے اس کی اطلاع تو نہیں ہے مگر میں اس ریس میں شریک ہونے والے سارے گھوڑوں کے مالکوں سے مل رہا ہوں۔''

''ضرور ملئے.... میں منع نہیں کرتا۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ وہ آپ کا قیمتی وقت برباد کرا رہی ہے۔ اس کی ہسٹری مجھ سے سنئے۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ کوئی باعزت عورت ہے۔ ہرگز نہیں۔ آدھے درجن آدمیوں کو تو میں جانتا ہوں جن کی وہ داشتہ رہ چکی ہے۔ اب آج کل گریشن کی دولت سے کھیل رہی ہے۔''

''کون گریشن! کیفے جبران کا منیجر نا....!''

''ہاں وہی....!''

''کیا گریشن دولت مند بھی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ایک منیجر....!''

''منیجر....!'' خان افضل نے ایک گونجیلا سا قہقہہ لگایا۔ ''وہ کیفے جبران کا مالک ہے.... یہی نہیں اس کے اور بھی درجنوں کاروبار ہیں۔ پکا فراڈیا ہے سالا....!''

ایک.... دو.... تین

فریدی اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ گفتگو کرتے وقت خان افضل کی آنکھوں کی حرکت بند ہو جاتی تھی۔ نہ پلکیں جھپکتی تھیں اور نہ دیدے ہی جنبش کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ پتھر کی آنکھیں ہوں۔ شاید یہی وجہ تھی کہ فریدی ابھی تک اس کے چہرے پر خیالات یا جذباتی تغیرات کا عکس نہیں دیکھ سکا تھا۔

''وہ کچھ بھی ہو افضل صاحب۔'' فریدی نے کہا۔ ''مگر میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ اچھے گھوڑوں کے مالکوں اور جوکیوں کی شامت آ گئی ہے۔''

''کیوں....؟''

''صبر اور اس کے جاکیوں کے قتل۔''

''ہاں.... آں! میں نے بھی اکثر اس کے متعلق سوچا ہے، لیکن میں خائف نہیں ہوں، آپ یقین کیجئے۔''

''سرخ دائرہ والوں نے اب تک یا تو تجوریاں توڑیں اور پھر ان لوگوں کو قتل کیا ہے جن کا کچھ نہ کچھ تعلق گھوڑ دوڑ سے بھی ہو۔ اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟''

''میں اگر اپنا خیال ظاہر بھی کر دوں تو آپ کو اس سے کیا فائدہ پہنچے گا؟''

''ہو سکتا ہے فائدہ پہنچ ہی جائے۔ مجھے یقین ہے کہ مجھے کسی ایسے ہی آدمی سے فائدہ پہنچے گا جس کا تعلق گھوڑ دوڑ سے ہو اور غالباً آپ بھی اسے سمجھتے ہوں گے کہ قانون کی مدد کرنا بڑی اچھی بات ہے۔''

''مگر مجھے پولیس کے محکمے سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔''

''ہونی بھی نہیں چاہئے۔'' حمید سر ہلا کر بولا۔

''کیوں....؟''

''کسی زمانے میں آپ پولیس کے ہاتھوں بہت تنگ ہوئے ہوں گے۔''

حمید فریدی کو روک نہ سکا۔ صرف دل ہی دل میں جھنجھلا کر رہ گیا۔

خان افضل اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کی سانس پھول رہی تھی۔ وہ دونوں اس کے سامنے ایسے لگ رہے تھے جیسے دو بالشیتے بیٹھے ہوں۔

''بس اب تشریف لے جایئے۔'' وہ ہاتھ پھیلا کر دھاڑا۔ ''اگر یہ بات کسی اور نے کہی ہوتی یا آپ فریدی صاحب کے ساتھ نہ ہوتے۔''

''مجھے افسوس ہے افضل صاحب، آپ تشریف رکھئے۔''

''نہیں جناب۔'' اس نے کہا اور یک لخت دوسرے کمرے کی طرف مڑ گیا۔

وہ تنہا بیٹھے رہے۔

''تم بڑے سُوّر ہو۔'' فریدی حمید کی طرف دانت پیستا ہوا بولا۔

''واقعی بڑی غلطی ہوئی۔'' حمید نے آہستہ سے کہا۔ ''میں تو سمجھا تھا کہ دو ہاتھ ہو جائیں گے۔ مجھے کوئی اس سے بھی زیادہ سخت بات کہنی چاہئے تھی۔''

''تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے.... چلو اٹھو۔''

وہ دونوں باہر آئے۔ فریدی کا موڈ بہت خراب ہو گیا تھا اور حمید کی کس بات کا جواب نہیں دے رہا تھا۔

''آپ آج کل اتنے بھولے کیوں ہو گئے ہیں؟'' حمید نے کہا۔

''بکواس مت کرو۔ بلکہ مجھ سے فی الحال الگ ہی ہو جاؤ تو بہتر ہے۔''

''ارے آپ کیا بات کرر ہے ہیں۔ وہ اس موضوع پر کوئی گفتگو کرنا ہی نہیں چاہتا تھا۔''

''میں کہتا ہوں خاموش رہو۔''

حمید پھر نہیں بولا۔ کار سڑک پر دوڑتی رہی۔

یہ واقعات ہی بڑے عجیب تھے۔ اب تک جتنے بھی کیس ہوئے تھے اُنمیں مجرم یا مجرموں نے ایک بھی ایسا نشان نہیں چھوڑا تھا جس سے ان کا سراغ ملنے میں مدد ملتی اور وہ سرخ دائرہ۔

فریدی کا خیال تھا کہ وہ سرخ دائرہ دراصل اسی لئے استعمال کیا جاتا ہے کہ پولیس کو مجرم کا سراغ ہی نہ مل سکے۔ اس لئے فریدی کے پاس ایک نفسیاتی توجیہہ تھی اس کا کہنا تھا کہ لوگ سرخ نشان دیکھ کر بعض چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں، یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ کسی

مجرم سے کوئی غلطی ہی سرزد نہ ہو۔ اس کے ثبوت میں وہ ڈیکارٹس کے حالیہ قتل کا واقعہ پیش کرتا تھا، اس میں مجرم نے دوسروں پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی کہ ڈیکارٹس نے خودکشی کی ہے لیکن اس میں کامیاب نہ ہوسکا، اس نے سر یا سینے کی بجائے گردن کے ایک پہلو پر رائفل سے فائر کیا تھا۔ بہرحال اس کیس میں سرخ دائرہ کو دخل نہیں تھا۔ اسی لئے یہ معمولی سی بات ہر ایک کی سمجھ میں آ گئی تھی۔ لیکن اگر وہاں وہ سرخ دائرہ موجود ہوتا تو شاید اس کی طرف دھیان دینے کی بھی ضرورت نہ پیش آتی۔ بس یہ اطمینان ہوجاتا کہ یہ حرکت سرخ دائرہ والوں ہی کی ہے اور رزنامچوں کی خانہ پری کردی جاتی۔

بہرحال تین دن گذر گئے اور وہ ادھر اُدھر سر مارتا رہا۔ دوسری طرف اعلیٰ حکام ناک میں دم کئے ہوئے تھے کہ اب اسے اس کیس کو اپنے ہاتھ میں لے لینا چاہئے۔ لیکن وہ باضابطہ طور پر اس کا انچارج بننے کے لئے تیار نہیں تھا۔ ڈی۔ آئی۔ جی نے اسے سمجھایا بھی کہ اس کا مقصد محض یہ تھا کہ آصف وغیرہ کی نالائقی کا خود انہیں یقین دلایا جائے، کیونکہ انہیں اعلیٰ حکام سے جانبداری کی شکایت تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ فریدی اور حمید کے علاوہ اور کسی کو موقع ہی کب دیا جاتا ہے کہ انہیں اپنی صلاحیتوں کو ظاہر کرنے کا اتفاق ہو۔

آصف کا یہ عالم تھا کہ اب اس کی روح لرزنے لگی تھی۔ سرخ دائرہ کے نام ہی پر اس کا منہ اتر جاتا تھا۔ میری جیرنگٹن کے قتل والی رات کے واقعہ نے اسی طرح اس کے حواس گم کردیئے تھے مگر اس کی وجہ اسکی سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ مجرم ہمیشہ محض ہلکی سی تنبیہہ کر کے اسے چھوڑ کیوں دیتا ہے۔ بہرحال آصف کا بُرا حال تھا اور وہ خدا سے دعا کررہا تھا کہ اب شہر میں کوئی ایسی واردات نہ ہو جس کے سلسلے میں اسے وہ منحوس سرخ دائرہ دیکھنا پڑے۔ مگر یہ ضروری نہیں تھا کہ اس کی دعا قبول ہی ہوجاتی۔ میری کے قتل کی دوسری ہی رات کو ایک بینک کی کچھ تجوریاں ٹوٹ گئیں اور ان تجوریوں پر وہی سرخ دائرے موجود تھے۔

فریدی ایک ایک کر کے اگلی ریس میں حصہ لینے والے سارے گھوڑوں کے مالکوں سے مل چکا تھا۔ لیکن حمید کو یقین تھا کہ خود فریدی کی نظروں میں بھی ان ملاقاتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اور اب وہ یہ بھی محسوس کرنے لگا تھا کہ فریدی غیر معمولی طور پر خاموش رہنے لگا ہے۔

اسی سے اس نے اندازہ لگالیا تھا کہ اب یہ کیس کسی فیصلہ کن موڑ پر پہنچنے والا ہے۔

فریدی ایسے مواقع پر عموماً خاموش ہی ہوجایا کرتا تھا۔

پھر ایک دن حمید کو معلوم ہوا کہ وہ آئندہ ہونے والی ایک ریس کا منتظر تھا اور پھر شاید زندگی میں پہلی بار ان لوگوں نے ریس کورس میں قدم رکھا۔ اس سے قبل انہیں کسی کیس کے سلسلے میں بھی وہاں جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ فریدی تو خیر تھا ہی محتاط آدمی لیکن حمید کو بھی ریس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

مگر جب اس نے ریس کورس میں قدم رکھا تو اسے دل ہی دل میں عہد کرنا پڑا کہ وہ آئندہ بھی یہاں آتا رہے گا۔ کیونکہ وہاں مردوں سے زیادہ عورتیں تھیں۔

ریس شروع ہونے میں ابھی دیر تھی۔ فریدی اصطبلوں کی طرف بڑھا جو یہاں سے دو ڈھائی فرلانگ کے فاصلے پر واقع تھے۔

''کہاں.... اُدھر کیا ہے۔'' حمید نے پوچھا۔

''عورتوں کے سوا اور سب کچھ ہے۔'' فریدی نے تلخ لہجے میں کہا۔

گھوڑے اصطبلوں سے نکالے جارہے تھے۔ وہاں کیفے جبران کے مالک یا منیجر گریش سے ملاقات ہوگئی۔

''آہا.... کرنل صاحب.... آیئے آیئے! کیا بتاؤں.... آج مجھے یہاں آنا پڑا....'' گریش نے گلوگیر آواز میں کہا۔ ''اور جناب، میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ میں بھی خطرے میں ہوں۔''

''کیوں؟ کوئی خاص بات....؟'' فریدی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''دو دن سے کچھ نامعلوم آدمی کیفے جبران کی نگرانی کررہے ہیں۔ میں محسوس کررہا ہوں کہ وہ بڑے منظم طریقے پر یہ کام کرتے ہیں۔ ان کی ڈیوٹیاں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں، یا تو میں بھی چل بسا یا پھر اب آپ لوگ پریشان کریں گے۔''

''میں نہیں سمجھا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟''

''ہوسکتا ہے کہ وہ آپ ہی کے محکمے کے آدمی ہوں۔''

''میرے محکمے کے! نہیں میرا خیال ہے کہ ایسی کوئی اسکیم نہیں تھی۔ خیر میں دیکھوں گا کہ

وہ کون لوگ ہیں۔"

"مگر کرنل صاحب!" گریش نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔"ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر یہ صرف گھوڑوں کی ہار جیت کا معاملہ ہے تو آدمی کیوں قتل کیے جارہے ہیں؟ بہتر اور کم خطرناک طریقہ یہ تھا کہ وہ گھوڑے ہی ختم کر دیئے جاتے۔ مثلاً یلو پینتھر، ٹمپسٹ یا اور کوئی جن کی طرف سے خدشہ ہوتا۔"

"میں خود بھی حیرت میں ہوں۔" فریدی نے کہا۔"اور میں ابھی تک اس کے متعلق کوئی صحیح رائے قائم نہیں کرسکا۔"

"مگر یہاں ریس کورس میں آپ کی موجودگی سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آج یہاں کچھ نہ کچھ ہوکر رہے گا۔" گریش نے کہا۔

"آپ کا خیال صحیح ہے۔" حمید سر ہلا کر بولا۔"آج یہاں....!"

"اوہ مسٹر گریش۔" فریدی نے حمید کو جملہ پورا کرنے کا موقعہ دیئے بغیر کہا۔"آپ اس وقت بہت مصروف معلوم ہوتے ہیں، ہم پھر ملیں گے۔"

فریدی اس سے مصافحہ کر کے آگے بڑھ گیا۔ پھر وہ دونوں اس جگہ جا کر رکے جہاں اصطبلوں کا سلسلہ ختم ہوا تھا۔

یہاں پہنچے ہوئے انہیں تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ایک اصطبل سے ایک بدہیئت آدمی نکل کر اُن کی طرف بڑھا۔ قریب پہنچ کر اس نے فریدی کو بڑے ادب سے سلام کیا۔ ویسے حمید جو بشرہ شناسی میں کچھ نہ کچھ دخل رکھتا تھا اس کے متعلق کوئی اچھی رائے نہیں قائم کرسکا۔

"سب ٹھیک ہے جناب۔ میں نے بہت کڑی نظر رکھی ہے۔ آپ لوگوں کے علاوہ ابھی تک ادھر کوئی غیر جانا پہچانا آدمی نہیں آیا۔"

"اور کوئی خاص بات۔"

"نہیں جناب....اور سب ٹھیک ہے۔"

"اچھا جاؤ....!"

وہ چلا گیا۔ حمید نے اس کے متعلق پوچھا۔ مگر کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا۔

ریس کا سگنل ہونے سے کچھ دیر قبل ہی وہ وہاں پہنچ گئے جہاں سے انہیں ریس دیکھنی تھی.... سگنل ہوا، گھوڑے دوڑ پڑے.... میری جیرنگٹن کا ٹمپسٹ دوسرے نمبر پر تھا۔ خان افضل کا تھنڈر اس کے آگے جا رہا تھا۔ اچانک ایک تیسرے گھوڑے نے تھنڈر کے آگے نکلنے کی کوشش کی۔ اس طرح وہ ٹمپسٹ کے برابر پہنچ گیا۔ ٹمپسٹ اور تھنڈر میں بہت کم فاصلہ تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ٹمپسٹ بھی تھنڈر کے برابر پہنچ گیا۔ تیسرا گھوڑا دونوں کے پیچھے رہ گیا۔ تھنڈر اب ٹمپسٹ کے پیچھے تھا۔ پھر یک بیک ٹمپسٹ سر کے بل نیچے چلا گیا۔ کچھ سمجھ ہی میں نہ آسکا کہ وہ کیسے گرا۔ خان افضل کا تھنڈر طوفان کی طرح آگے بڑھتا جا رہا تھا۔

اور پھر کچھ دیر بعد تھنڈر کی جیت کا اعلان کر دیا گیا۔

ٹمپسٹ کے گرد بھیڑ اکٹھا ہوگئی تھی اور زیادہ تر تماشائی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھر رہے تھے کیونکہ سب سے زیادہ ٹکٹ ٹمپسٹ ہی کے نمبر کے بکے تھے۔

ادھر ٹمپسٹ کا جاکی تو گرتے ہی ختم ہوگیا تھا کیونکہ وہ بھی سر کے بل ہی گرا تھا اور اس کے سر کی ہڈیاں چور چور ہوگئی تھیں۔

ٹمپسٹ کو تھوڑی دیر بعد گولی ماردی گئی کیونکہ اس کے ایک پیر کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔

گریش دیوانوں کی طرح چیختا پھر رہا تھا۔ ''یہ دھوکا تھا.... یہ سازش تھی۔''

پھر اس کی آواز لاؤڈ سپیکر پر سنی گئی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ''کرنل صاحب.... خدارا ٹمپسٹ کی لاش کے پاس آیئے۔ میں ثابت کردوں گا کہ یہ سازش تھی.... جلد آیئے۔''

بڑی عجیب بات تھی۔ مردہ جاکی کی کسی کو بھی پرواہ نہیں تھی۔ نہ گریش کو نہ تماشائیوں کو۔ گریش گھوڑے کی لاش پر ماتم کر رہا تھا اور تماشائی اپنی لگائی ہوئی رقم کے ضائع ہونے پر آہیں بھر رہے تھے۔ ایک آدمی بھی مر گیا تھا۔ مگر وہ آدمی نہیں تھا۔ وہ تو صرف جاکی تھا۔ جاکی بہت ملتے ہیں مگر ٹمپسٹ جیسے گھوڑے نایاب ہیں۔

''مجھے کیوں بلایا ہے؟'' فریدی نے گریش کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

''اوہ.... کرنل صاحب۔'' گریش گلوگیر آواز میں بولا۔ ''سازش۔''

''ہاں.... ہوسکتا ہے۔ لیکن مجھے اس کی موت سے زیادہ جاکی کی موت سے سروکار ہے۔

یقیناً سازش کرنے والے کی سزا موت ہی ہونی چاہئے۔ اس کا کیا نام تھا...؟''

''سندر...!'' گریش نے کہا۔

''ہاں... اچھا... آپ نے مائیکروفون پر کہا تھا کہ آپ اسے سازش ثابت کریں گے۔'' فریدی نے کہا۔

''جی ہاں... میں ثابت کردوں گا۔ میں سچ کہتا ہوں آپ سے... اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ یہ کس کی حرکت ہے تو میں اسے اسی طرح گولی ماردوں۔''

پھر اس نے ٹمپسٹ کا ٹوٹا ہوا پیر اٹھا کر کہا۔ ''یہ دیکھئے... اس کی نعل غائب ہے۔'' حقیقتاً اس کے ٹوٹے ہوئے پیر کی نعل غائب تھی۔

فریدی کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ ''ہاں... ہے تو...'' اور وہ متجسس نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔

''اس ریس کورس کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ دوڑتے وقت کسی گھوڑے کی نعل نکل گئی ہو۔'' گریش نے کہا۔

''سائیس کہاں ہے؟'' فریدی نے پوچھا۔

''سائیس... اوہ... سائیس... کمال ہے... یہ سب کچھ ہوگیا اور سائیس ندارد۔'' گریش بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

فریدی اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ حمید نے اسے کئی قسم کے معنی پہنانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔

''کیا وہ اس وقت اصطبل میں موجود تھا، جب گھوڑا لایا جارہا تھا؟'' فریدی نے پوچھا۔

''جی ہاں قطعی تھا... آہا... میں بھی کتنا گدھا ہوں... یہ حرکت سائیس کو ملائے بغیر تو ہو ہی نہیں سکتی۔''

''نعلیں کس نے جانچی تھیں؟''

''کمپنی کے ایگزامینر نے... میں بھی موجود تھا۔ اس نے نعلیں کی طرف سے بے اطمینانی نہیں ظاہر کی تھی۔''

''ریس شروع ہونے سے کتنی دیر پہلے جانچ کی گئی تھی؟''

''شاید دو گھنٹے قبل.... جی ہاں.... اور کیا....!''

''میں ایگزامینر اور سائیس دونوں سے ملنا چاہتا ہوں۔''

ایگزامیز نے فریدی کے استفسار پر صاف کہہ دیا کہ جس وقت اس نے جانچ کی تھیں نعلیں میں کسی قسم کی کوئی خامی نہیں پائی گئی تھی۔ اس کے بعد اگر کچھ ہوا تو وہ اس کے لئے ذمہ دار قرار نہیں دیا جاسکتا۔

''نعل تو بہر حال رہی ہوگی۔'' گریش بولا۔ ''میرے جاکی! ریس شروع ہونے سے دس منٹ قبل بھی نعلیں کی جانچ کرتے ہیں۔''

''تب پھر یہ محض اتفاق بھی ہوسکتا ہے کہ دوڑتے دوڑتے ایک نعل نکل گیا۔ آپ یقین کے ساتھ اسے سازش نہیں قرار دے سکتے۔''

''آپ جانئے۔'' گریش بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ ''میں نے آپ کو آگاہ کر دیا۔''

''یہ میرا قطعی فیصلہ نہیں تھا۔'' فریدی نے مسکرا کر کہا۔ ''میں صرف امکانات پر غور کر رہا ہوں۔ خیر اب ہمیں سائیس کو بھی دیکھنا چاہئے، کیونکہ اس وقت تو نعل بدلی نہیں جاسکتی جب گھوڑا دوڑ رہا ہو۔''

وہ اصطبل میں آئے.... سائیس غائب تھا۔ دوسروں سے پوچھ گچھ کرنے کے باوجود بھی اس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔

''دیکھ لیا آپ نے....!'' گریش نے کہا۔ ''حالانکہ اسے گھوڑے کی واپسی تک یہیں رہنا چاہئے تھا۔''

فریدی کچھ سوچنے لگا۔ لیکن اس کی متجسس نظریں اب بھی اصطبل میں چاروں طرف بھٹکتی پھر رہی تھیں۔

اچانک بھوسے کے ایک ڈھیر میں حرکت ہوئی اور ایک پیر اس میں سے نکل کر فرش پر پھیل گیا۔

''ارے....!'' گریش اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔

پھر وہ بڑی تیزی سے بھوسے کے اس ڈھیر کو اِدھر اُدھر پھیلانے لگا۔

''یہی....یہی ہے۔'' گریش نے بے ساختہ کہا۔ ایک بیہوش آدمی فرش پر پڑا تھا۔ اس کے سر کا پچھلا حصہ بُری طرح زخمی تھا۔ کسی وزنی چیز سے اُس کے سر پر ضرب لگائی گئی تھی۔

''میرے اندازے بہت کم غلط ہوتے ہیں۔'' گریش بڑبڑا رہا تھا۔ ''سازشی یہ سمجھا تھا کہ میری کی موت کے بعد ٹمپسٹ بھی نہ دوڑ سکے گا۔''

''پہلے اسے ہوش میں لانا چاہئے۔'' فریدی نے تلخ لہجے میں کہا۔

تقریباً آدھ گھنٹے کی جدو جہد کے بعد وہ ہوش میں آیا۔ لیکن اس کی حالت اچھی نہیں تھی۔ اس نے جو کچھ بتایا وہ غیر تشفی بخش تھا۔

اس کے بیان کے مطابق کسی نے اس کی لاعلمی میں عقب سے حملہ کیا تھا۔ سر کی چوٹ نے اسے مڑ کر دیکھنے کا بھی موقعہ نہ دیا۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں بتا سکا۔ حتیٰ کہ کسی پر شبہ ظاہر کرنے سے بھی انکار کر دیا۔

''شاید اسکاٹ لینڈ یارڈ والے بھی سرخ دائرہ والوں کا سراغ نہ پا سکیں۔'' فریدی نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ ''کم بخت غلطی کرنا تو جانتے ہی نہیں۔''

شکار کے لئے

تین دن تک وہ پھر مکھیاں مارتے رہے۔ یہ حمید کا خیال تھا کہ آج کل وہ لوگ مکھیاں مار رہے ہیں۔ ریس کورس والے واقعات کے بعد سے پھر کوئی واردات نہیں ہوئی تھی اور وہ دونوں ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے تھے۔ حمید فریدی کو بات بات پر چھیڑتا رہتا۔

''جناب....!'' وہ کہتا۔ ''یہاں پانچ زندگیاں ختم ہوگئیں اور تفتیش کا یہ عالم ہے کہ ہنوز روز اول.... کیا میں یہ سمجھ لوں کہ آپ، ذہنی طور پر تھک گئے ہیں۔''

''ناممکن نہیں ہے۔'' فریدی کا جواب ہوتا۔

آج تو دونوں میں صبح ہی سے بڑی گرما گرم بحث ہو رہی تھی۔ آخر فریدی نے تنگ آ کر کہا۔

''تم یہ نہ سمجھو کہ میں مجرم سے واقف نہیں ہوں۔ اس کے خلاف کوئی ثبوت اب تک میرے ہاتھ نہیں لگا۔ جس دن مجھے اس کی طرف سے اطمینان ہوا.... مجرم کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں دیکھ لینا۔''

''تھکے ہوئے ذہن کی بات ہے۔ مگر خیر اسی بات کی خوشی ہے کہ ابھی اس میں اپج کا مادہ باقی ہے جسے آپ پکڑیں گے کہہ دیں گے کہ میں نے اسی کے لئے کہا تھا۔''

''ابے کیوں غصہ دلاتا ہے مجھے۔'' فریدی بے ساختہ ہنس پڑا۔

''غصے میں بھی آپ ثبوت مہیا کئے بغیر اُسے گرفتار نہیں کریں گے۔ میں جانتا ہوں۔''

''پرواہ مت کرو.... ویسے اگر تم چاہو تو میں تمہیں مجرم کا نام اور پتہ لکھ کر دے دوں۔ مگر اسے اس وقت تک نہ دیکھنا جب تک مجرم گرفتار نہ ہو جائے۔''

''اچھا چلئے.... یہی سہی۔''

فریدی نے ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر اسے لفافے میں رکھتے ہوئے کہا۔

''میں اسے سیل کر کے تمہارے سپرد کر دوں گا۔''

اچانک فون کی گھنٹی بجی۔ فریدی نے ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے بولنے والا شاید کوئی بہت ہی اہم بات کہہ رہا تھا۔ فریدی کے چہرے پر کچھ اسی قسم کے آثار تھے۔

آخر فریدی نے یہ کہتے ہوئے ریسیور رکھ دیا۔ ''میں ابھی آ رہا ہوں۔''

''کیوں اب کیا ہوا؟''

وہی پراسرار آدمی پھر دکھائی دیئے ہیں جو ریس والے حادثات سے پہلے کیفے جبران کی نگرانی کرتے رہے تھے۔

''وہ....!''

''چلو اٹھو....!''

''کیا اٹھوں.... میں جب بھی وہاں جاتا ہوں میری جیرنگٹن بُری طرح یاد آنے لگتی ہے اور ساتھ ہی ریکھا کی بے مہری بھی۔ خیر میں بھی دیکھوں گا کہ یہ صاحبزادے کتنے پانی میں ہیں۔''

''افسوس یہ ہے کہ عورت، آدمی کو جنم دیتی ہے اس کی قبر نہیں بن سکتی۔ ورنہ میں تمہارے

لئے اس کی کوشش کرتا۔'' فریدی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور حمید ہنسنے لگا۔

پھر وہ دونوں کیفے جبران کے لئے روانہ ہوگئے۔ فریدی کار کو کیفے جبران تک نہیں لے گیا، بلکہ اسے ایک فرلانگ کے فاصلے پر ایک گلی میں کھڑا کر کے پیدل ہی کیفے جبران کی طرف چل پڑا۔

''ٹھہرو....!'' فریدی چلتے چلتے رک کر بولا۔ ''ہاں ہے تو.... گریش نے یہی حلیہ بتایا تھا۔ وہ کیفے کی مخالف سمت میں فٹ پاتھ.... اب وہ سیاہ ڈاڑھی والا....!''

''آ ہا.... ہے تو.... پھر....؟''

''تم یہیں.... اسی جگہ ٹھہرو.... میں عقبی دروازے سے کیفے میں جاتا ہوں۔''

فریدی حمید کو وہیں چھوڑ کر کیفے میں چلا گیا۔ وہ عقبی دروازے سے داخل ہونے پر ہال سے گذرے بغیر منیجر کے کمرے تک پہنچ گیا۔

''اوہ آپ آگئے۔'' گریش اٹھتا ہوا بولا۔ ''ایک باہر موجود ہے اور دوسرا ہال میں۔ بتایئے میں کیا کروں؟''

''فکر نہ کرو.... ہال میں کون ہے!''

''وہ بھی ڈاڑھی ہی میں ہے اور اس کے جسم پر سفید کوٹ ہے۔''

''کیا بس یہ صرف نگرانی ہی کیا کرتے ہیں یا کوئی اور بھی حرکت....؟'' فریدی نے پوچھا۔

''میرے اختلاج کے لئے یہ نگرانی ہی کیا کم ہے جناب۔''

''میں دیکھوں گا کہ یہ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔'' فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ''ویسے میں ایک ضروری بات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔''

''فرمایئے....!''

''میری جیر نگٹن کے سلسلے میں آپ کا کوئی رقیب تو نہیں تھا....؟''

''اس قحبہ کا تو اب نام ہی نہ لیجئے۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ صرف میری پابند ہوتی تو سیسل کے نام سے گنکسن لین میں بھی کیوں رہتی۔''

''کیا آپ کسی ایسے آدمی سے واقف نہیں ہیں جس کی نظر اس پر رہی ہو؟''

''وہ ایک خوبصورت عورت تھی۔ ہر ایک کی نظر اس پر رہی ہوگی۔''

''آپ کسی پر شبہ نہیں ظاہر کر سکتے؟''

''نہیں، میں خواہ مخواہ کسی کی گردن نہیں پھنسوانا چاہتا۔''

''مجھے اس کے عاشقوں کی لسٹ چاہئے۔''

''کیا اب آپ میرا مضحکہ اڑانا چاہتے ہیں کرنل صاحب۔''

''نہیں.... میں ایک ضروری بات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔''

''مجھے علم نہیں ہے۔'' منیجر نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

''خیر آپ نہ بتائیے.... لیکن خان افضل کم از کم اس کے نصف درجن عاشقوں کے نام تو بتا ہی سکے گا۔''

''کیا مطلب....؟''

''سردار افضل نے اس کے کثیر العشاق ہونے کا تذکرہ کیا تھا۔''

''تو وہ کتا.... اب اس طرح مجھے بھی ذلیل کرنا چاہتا ہے۔'' گریش نے غرا کر کہا۔

''میری عورتیں صرف میری پابند رہی ہیں۔ یقیناً میری کسی سازش کا شکار ہوئی ہے۔ آپ نے بتایا تھا کہ وہ کسی سرکاری سراغ رساں کا تعاقب کرتی ہوئی نیاگرا تک گئی تھی۔''

''ہاں.... میں نے کہا تھا۔''

''پھر آپ بتائیے میں کیسے سمجھ لوں کہ وہ بھی کسی سازش کا شکار نہیں تھی۔ اگر وہ صرف عشق کا معاملہ تھا تو نام تبدیل کر کے عشق کرنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آ سکتی۔''

''حالانکہ عشق میں نام و نشان تک مٹ جاتا ہے۔'' فریدی مسکرا کر بولا۔ ''خیر اسے چھوڑیئے۔ میں ذرا اس ڈاڑھی والے سفید کوٹ کو بھی دیکھ لوں۔''

وہ عقبی دروازے سے نکل کر پھر گلی میں پہنچ گیا۔ وہ کیفے کے صدر دروازے سے ہال میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ سڑک پر پہنچ کر اس نے اس سمت نگاہ ڈالی جہاں حمید کو چھوڑا تھا۔ مگر حمید نظر نہیں آیا اور کیفے کے سامنے والے فٹ پاتھ پر وہ آدمی بھی موجود نہیں تھا جس کی نگرانی کے لئے اس نے حمید کو ہدایت کی تھی۔ البتہ اس کی بجائے.... مگر فریدی فوری طور پر اس کا فیصلہ

نہ کرسکا کہ اس دوسرے نے پہلے کی جگہ سنبھالی ہے۔ وہ ایک ملبوسات کی دوکان کے شوکیس پر جھکا ہوا تھا۔ لیکن اس کا حلیہ اسی آدمی کا سا تھا جس کے متعلق گریش نے اطلاع دی تھی کہ وہ کیفے کے ہال میں موجود ہے یعنی ڈاڑھی والا جس کے جسم پر سفید کوٹ تھا۔

میک اَپ کے ماہر فریدی کو اس کی ڈاڑھی کچھ مصنوعی سی معلوم ہو رہی تھی۔ اس آدمی نے شوکیس کے پاس سے ہٹ کر ایک نظر کیفے کی طرف ڈالی اور ملبوسات کی دوکان میں چلا گیا۔ فریدی تیزی سے چلتا ہوا کیفے کے ہال میں آیا۔ مگر یہاں کوئی ایسا آدمی موجود نہیں تھا جس کے سیاہ ڈاڑھی ہوتی۔ وہ پھر اتنی ہی تیزی سے واپس آیا۔ سڑک پار کرتے وقت اس نے تیز قدمی کا مظاہرہ نہیں کیا، ملبوسات کی دوکان میں ڈاڑھی والا اب بھی موجود تھا۔ فریدی دوکان میں داخل ہوگیا اور اس نے دوکان دار سے جدید ترین تراش کے فراکوں کی فرمائش کی۔ وہ دراصل اس آدمی کو قریب سے دیکھ کر اطمینان کرنا چاہتا تھا کہ وہ میک اپ میں ہے یا نہیں؟

دوسرا آدمی اسے نیچے سے اوپر تک دیکھ کر اپنے سامنے پھیلے ہوئے ملبوسات کا جائزہ لینے لگا۔

دو چار فراک دیکھنے کے بعد فریدی نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ ”مجھے تو سبھی اچھے معلوم ہو رہے ہیں۔ مگر پہننے والی....“ پھر وہ اس طرح بڑبڑانے لگا جیسے بلند آواز میں سوچ رہا ہو۔ ”وہی آکر لے جائیں گی۔“ پھر دوکاندار سے بولا۔ ”اچھا.... بہت بہت شکریہ.... شام کو پھر آئیں گے۔ ممکن ہے ناپسند کردیا جائے۔“

دوکان سے نکل کر پبلک فون بوتھ سے اس نے سادہ لباس والوں کے لئے ایک قریبی اسٹیشن کو فون کیا اور شاید دو ہی منٹ بعد دو آدمی وہاں پہنچ گئے۔ فریدی انہیں سیاہ ڈاڑھی والے کی نگرانی کی ہدایت دے کر وہاں سے ہٹ آیا۔ لیکن کیفے جبران میں دوبارہ داخل نہیں ہوا۔

اب وہ حمید کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ حمید اسکے تعاقب میں ضرور گیا ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ اس نے اس سلسلے میں کوئی پیغام بھی بھیجا ہو.... یہ سوچ کر وہ گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔

اس کا خیال غلط نہیں تھا۔ اس کی عدم موجودگی میں حمید نے اُس کے لئے دو بار فون کیا تھا۔ آخری کال یہ تھی کہ ارجن پورے کی شہامت بلڈنگ کے نیچے والے چائے خانے میں

اُسے پہنچ جانا چاہئے۔

فریدی کے لئے ایک سیکنڈ کی بھی دیر کرنا ناممکنات میں سے تھا۔ اب وہ ارجن پورے کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اب تک اس کیس سے بُری طرح اکتا گیا ہوتا۔ دوسرے اکتا ہی گئے تھے۔ آصف کی پارٹی کو تو ابھی تک سیسل پیکرافٹ ہی کی حقیقت نہیں معلوم ہو سکی تھی۔ کیونکہ اخبارات میں اس کے قتل کی خبر شائع ہوئی تھی۔ تصویر نہیں چھپی تھی۔ ریکھا کو صرف اتنا معلوم تھا کہ وہ لڑکی قتل کر دی گئی جس نے اُس کا تیاگرہ تک تعاقب کیا تھا۔ لیکن فریدی نے اسے اس چیز کا اظہار کرنے سے بھی روک دیا تھا۔ بہر حال ابھی تک یہ بات ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ سیسل پیکرافٹ کے نام سے قتل ہونے والی میری جیر نگٹن تھی۔

چائے خانے میں حمید سے ملاقات ہوئی۔ فریدی کو دیکھتے ہی حمید کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس نے آہستہ سے کہا۔ ''وہ چاروں اسی عمارت کی اوپری منزل پر رہتے ہیں اور ابھی حال ہی میں ایک پانچواں آدمی بھی ان کا شریک ہوا ہے۔''

''کس کی باتیں کر رہے ہو۔'' فریدی بڑبڑایا۔

''شروع سے سنئے۔ میں اس آدمی کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک پہنچا ہوں وہ اوپری منزل پر چلا گیا اور میں نے یہاں اس کے متعلق پوچھ گچھ کی۔ وہ تعداد میں چار ہیں۔ یہاں کے لوگوں کو اس لئے عجیب معلوم ہوتے ہیں کہ چاروں ڈاڑھی والے ہیں اور پانچواں جو ان کے بعد آیا ہے میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔''

''کون ہے؟''

''کیشو....!''

''اوہ....ہو! وہ نقب زن۔''

''جی ہاں....وہی....!''

''اچھا....پھر....!''

''اس وقت کیشو بھی اوپری منزل پر موجود ہے۔''

فریدی کچھ سوچنے لگا اور حمید نے کہا۔

''اگر یہ چاروں وہی ہوئے تو.... مطلب یہ کہ وہ چار آدمی جو ڈیکارٹس کی میز پر بیٹھا کرتے تھے؟''

''ممکن ہے۔'' فریدی نے بے خیالی کے انداز میں جواب دیا۔ پھر چونک کر بولا۔''میں ان کا انتظام کئے دیتا ہوں۔ یہ کام تمہاری شایان شان نہیں کہ نقب زنوں اور معمولی اچکوں کا تعاقب کرتے پھرو۔''

''یعنی آپ کو یقین نہیں ہے کہ یہ وہی چاروں ہیں۔'' حمید نے کہا۔

فریدی کوئی جواب دیئے بغیر اٹھ گیا اور حمید کو بھی اس کا ساتھ دینا پڑا۔ فریدی نے اُسے اپنی کار پر گھر واپس جانے کو کہا.... وہ اس وقت اس کے کسی سوال کا جواب دینے پر آمادہ نظر نہیں آتا تھا۔

پھر اس کے بعد حمید کو علم نہیں تھا کہ وہ سارا دن کیا کرتا رہا۔ تقریباً نو بجے رات کو اسکا فون آیا۔ اس نے حمید کو بینک آف تہران کے قریب ایک ریستوران میں بلایا تھا۔ حمید اس وقت باہر جانے کے موڈ میں نہیں تھا۔ کیونکہ آج نہ جانے کیوں ریکھا نے بھی نو بجے اس کے پاس پہنچنے کی اطلاع دی تھی اور حمید اس وقت اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ بہر حال حمید نے فریدی سے پوچھا کہ کیا وہ ریکھا کو بھی اپنے ساتھ لاسکتا ہے؟ اس پر فریدی کی آواز کچھ غصیلی ہوگئی تھی۔ لیکن اس نے اسے اس سے روکا نہیں۔

ٹھیک نو بجے ریکھا آ گئی۔ لیکن وہ کہیں جانے پر تیار نہیں تھی۔ غالباً وہ سرخ دائرہ ہی کے بارے میں کوئی گفتگو کرنے آئی تھی۔

''میں آپ کو اس وقت فریدی صاحب کے پاس لے جانا چاہتا ہوں۔ مطمئن رہئے.... کسی ہوٹل میں لے جا کر رقص کی درخواست نہیں کروں گا۔''

وہ بینک آف تہران کی طرف روانہ ہو گئے۔ فریدی ایکس وائی زیڈ ریستوران میں موجود تھا لیکن وہ تنہا نہیں تھا۔ اس کے ساتھ گریش بھی تھا۔

''سنو حمید! اور تم بھی سنو ریکھا۔'' اس نے راز دارانہ لہجے میں کہا۔''آج میں سرخ دائرہ والوں کو گرفتار کرنے جا رہا ہوں۔ وہ بینک آف تہران میں چوری کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ

یہ وہی چاروں ہیں جو کیفے جبران کی تیرھویں میز پر بیٹھا کرتے تھے۔ اسی لئے گریش صاحب بھی میرے ساتھ ہیں۔''

حمید کچھ نہ بولا۔ ریکھا کے چہرے سے بھی صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کچھ سمجھ ہی نہیں سکی۔

''مگر آپ کام خراب کر دینے پر تلے ہوئے ہیں کرنل صاحب۔ میں آپ سے پھر کہہ رہا ہوں کہ فورس بلوا لیجئے۔''

''نہیں گریش صاحب، یہ میرے اصول کے خلاف ہے، وہ چار ہوں یا چار سو، کام اکیلے ہی ہوگا۔ فورس کا مطلب ہے ہنگامہ.... اور ہنگامے کا مطلب تو آپ سمجھتے ہی ہیں۔ اب دیکھئے گا کہ یہ کام کتنے شاعرانہ انداز میں انجام پاتا ہے۔ کیونکہ ہمارے ساتھ لیڈی انسپکٹر مس ریکھا بھی ہیں۔''

شکار اور شکاری

ریکھا کچھ جھینپی اور کچھ جھنجھلائی۔ کیونکہ گریش اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ اسے فریدی سے توقع نہیں تھی کہ وہ کسی موقع پر اس طرح اس کی ٹانگ گھسیٹے گا۔

''میں کس طرح یقین کرلوں کہ آپ کامیاب ہی ہو جائیں گے۔'' گریش نے کہا۔

''ہوسکتا ہے یہ اطلاع ہی غلط ہو کہ آج وہ یہاں چوری کریں گے، یا درست ہونے کی صورت میں یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کی طرف سے ہوشیار ہوں۔''

''اس کی فکر نہ کیجئے.... میرے مخبر بہت کم غلطیاں کرتے ہیں۔''

تقریباً گیارہ بجے تک وہ وہیں بیٹھے رہے۔ پھر وہاں سے اٹھ کر دوسرے ریستوران میں جا بیٹھے۔ لیکن اس علاقے میں ایک بھی ایسا ہوٹل یا ریستوران نہیں تھا جس میں رات بھر کی سروس چلتی رہی ہو۔ ایک بجے وہ تیسرے ریستوران سے اٹھے جو بند ہونے والا تھا۔

''حمید ریوالور ہے تمہارے پاس۔'' فریدی آہستہ سے بولا۔

''میں آج کل ہر وقت ریوالور رکھتا ہوں۔''

''خیر.... ٹھیک ہے۔ دو ریوالور کافی ہیں۔''

پھر اچانک فریدی نے انہیں چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ بینک کی عمارت کی دائیں ہاتھ والی گلی میں داخل ہو رہے تھے۔ آس پاس کی دوکانیں بند ہو چکی تھیں اور یہ حصہ نہ صرف ویران بلکہ تاریک بھی تھا۔

''لیکن ہمیں معلوم کیسے ہوگا کہ وہ عمارت میں داخل ہو گئے۔'' گریش نے سرگوشی کی۔

''ابھی حال ہی میں ایک نقب زن بھی ان میں شامل ہو گیا ہے۔ کیشو یہاں کا مشہور نقب زن اور کئی بار کا سزا یافتہ ہے۔ میں نے آج ہی اُسے توڑ لیا ہے۔ وہ ہمیں سگنل دے گا۔''

''تب تو پھر بازی مار لی۔'' گریش نے ایک طویل سانس لے لی کر کہا۔ ''اب میں مطمئن ہوں۔ میدان آپ ہی کے ہاتھ رہے گا۔''

''اب اگر ہم خاموشی اختیار کریں تو بہتر ہے۔'' فریدی بولا۔

وہ تقریباً ایک گھنٹے تک اندھیرے میں دیوار سے لگے کھڑے رہے۔ پھر اوپر کی ایک کھڑکی میں ایک ننھا سا چمکدار نقطہ نظر آیا۔ یہ غالباً سلگتی ہوئی سگریٹ تھی۔ ''آؤ....'' فریدی سڑک کی طرف بڑھتا ہوا آہستہ سے بولا۔

وہ سڑک پر آئے.... بینک کی عمارت کے نیچے پہرہ دینے والے سنتری غائب تھے لیکن ان کی بندوقیں دیوار سے ٹکی کھڑی تھیں۔

فریدی دبے پاؤں چلتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ نزدیک یا دور ایک متنفس بھی نہیں نظر آ رہا تھا۔ حمید کو حیرت تھی کہ آخر سنتری کہاں گئے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں ان دونوں کی لاشوں سے سابقہ نہ پڑے۔

اندر ہر طرف تاریکی تھی۔ فریدی کی ننھی سی ٹارچ کی باریک سی شعاع ان کی رہنمائی کر رہی تھی۔

تھوڑی ہی دیر چلنے کے بعد انہوں نے قدموں کی چاپ سنی، وہ رک گئے۔ ساتھ ہی آواز آنی بند ہو گئی۔ فریدی تقریباً پانچ منٹ تک وہیں ٹھہرا رہا۔

اندھیرا ہونے کی وجہ سے یہ بتانا دشوار تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ وہ پھر آگے بڑھے۔ اب

فریدی اپنی ٹارچ بہت کم روشن کر رہا تھا اور وہ چاروں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے ایک قطار میں آگے بڑھ رہے تھے۔ فریدی سب سے آگے تھا۔ شاید ریکھا کے لئے اس قسم کی مہم نئی چیز تھی۔ کیونکہ حمید اس کی گہری گہری سانسوں کی آواز سن رہا تھا۔

اچانک وہ چلتے چلتے روشنی میں آ گئے۔ کمرہ پوری طرح روشن تھا اور شاید بینک کا اسٹرانگ روم یہی تھا۔ کیونکہ یہاں چاروں طرف تجوریاں ہی تجوریاں نظر آ رہی تھیں۔

ان میں تین تجوریاں انہیں کھلی نظر آئیں۔ ایک کے نیچے چند چھوٹے چھوٹے زیورات بھی پڑے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے بہت ہی جلدی میں تجوری کا سامان سمیٹا ہو اور گری پڑی چیزوں پر دھیان دیئے بغیر وہاں سے چلا گیا ہو۔

''چوٹ ہو گئی..... چلو۔'' فریدی بڑی تیزی سے واپسی کے لئے مڑا۔ حمید اور ریکھا بھی دروازے کی طرف جھپٹے۔ وہ دروازے تک پہنچ بھی گئے لیکن فریدی! ان کے منہ حیرت سے کھلے رہ گئے۔ کیونکہ فریدی نے آگے بڑھنے کی بجائے پلٹ کر گریش کے جبڑے پر گھونسہ رسید کر دیا تھا۔

گریش اچھل کر دوسری طرف کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اسٹرانگ روم فائر کی آواز سے گونج کر رہ گیا۔ گریش نے گرتے گرتے فریدی پر فائر کر دیا تھا۔

دوسرا فائر پھر ہوا۔ حمید اور ریکھا جو دروازے ہی پر تھے بدحواسی میں اسٹرانگ روم سے نکل گئے۔

لیکن فریدی.... اس کا کہیں پتہ نہ تھا۔ حمید کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کمرے کے اندر ہی ہے یا باہر نکل گیا۔ اچانک حمید کو اپنی اس بزدلی کا احساس ہوا اور وہ ریوالور نکال ہی رہا تھا کہ اندر پھر ایک فائر ہوا۔

''گریش ریوالور پھینک دو۔'' انہوں نے فریدی کی آواز سنی۔ ''نہ تم مجھے گولی مار سکتے ہو اور نہ یہاں سے نکل سکتے ہو۔ بہتر یہی ہے کہ دائرہ پورا کر دو۔ وہ ابھی ادھورا ہے۔ فریدی کے سامنے ہاتھ کی صفائی ذرا مشکل ہی سے چلتی ہے۔''

اس بات کا جواب تیسرے فائر نے دیا۔ حمید نے فائر کے بعد ہی فریدی کا قہقہہ سنا جو

کیوں نہ ہو۔'' فریدی بولا۔ ''تم نے اُن پانچوں کو محض اس لئے پھانسا تھا کہ ایک دن قتل کے الزامات ان کے سر تھوپ کر خود الگ ہو جاؤ۔ تم نے چن چن کر پانچ شاطر چوروں کو اکٹھا کیا تھا۔ طریقہ کار ایسا تھا کہ وہ تمہاری شخصیت سے واقف نہ ہو سکے۔ تم ان کے ساتھ سائے کی طرح لگے رہتے تھے۔ وہ جہاں کہیں بھی چوریاں کرتے تم بھی ان کی لاعلمی میں ان کے قریب ہی ہوتے تھے۔ وہ اپنا کام کر کے ہٹے اور تم نے اپنا کام شروع کر دیا۔ یعنی وہاں ایک سرخ دائرہ بنا کر رفو چکر ہو گئے۔ قتل کی وارداتوں کی ان غریبوں کو خبر تک نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ قتل تم کرتے تھے اور وہاں بھی سرخ دائرہ بناتے تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ ہم لوگوں نے ان سب وارداتوں کو کسی ایک پارٹی سے منسوب کرنا شروع کر دیا۔ تمہارا مقصد بھی یہی تھا تم ان چاروں کو میک اپ میں بھی پہچانتے تھے۔ اس لئے تم نے مجھے ان کے پیچھے لگایا۔ تم نے یہ سوچا ہو گا کہ میں کچھ دنوں تک ان کی نگرانی کراؤں گا۔ محض اس لئے کہ ان کے خلاف زیادہ سے زیادہ ثبوت فراہم کر سکوں اور تم اس دوران میں ان کی معیت میں پھر کہیں نہ کہیں اس سرخ دائرہ سے ملاقات کرادو۔ لیکن میں نے آج خود ہی تمہارے لئے سارے مواقع فراہم کر دیئے۔ تمہیں اس کا علم نہیں تھا کہ وہ چاروں پکڑے جا چکے ہیں ورنہ تم سے اس وقت یہاں دائرہ بنانے کی حماقت سرزد نہ ہوتی۔ اس وقت تمہاری اسکیم یہ تھی کہ تم کسی جگہ سرخ دائرہ بنا دو گے۔ اگر وہ چاروں پکڑ لئے گئے تو وہ دائرہ انہیں سے منسوب کیا جائے گا اور تم صاف اپنی گردن بچا لے جاؤ گے اور ظاہر ہے کہ ان چاروں کی کہانیوں پر کسے یقین آتا.... لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ مجھے تم پر پہلے ہی سے شبہ ہو چکا تھا۔ اسی رات کو جب تمہارے کیفے میں ڈیکارٹس کا بھوت نمودار ہوا تھا، تم نے اسے دیکھا تھا اور اس کی طرف سے لاپروائی برتی تھی۔ تم سمجھے تھے کہ شاید وہ ڈیکارٹس کے ساتھیوں ہی میں سے کسی کا بہروپ ہے۔ پھر تم نے باہر نکل کر لوگوں سے کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہال میں تمہیں کچھ بھی نہیں دکھائی دیا تھا.... اگر تمہیں یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ بھوت فریدی تھا تو تم چیخ مار کر بے ہوش ہو جانے کی ایکٹنگ ضرور کرتے کیوں.... کیا کہتے ہو۔'' فریدی نے اس کے گریبان کو جھٹکا دیا۔

گریش اس طرح لڑکھڑایا کہ فریدی بھی اس کے ساتھ گرتے گرتے بچا۔

گریش بے حس وحرکت فرش پر پڑا تھا۔

''ارے....!'' دفعتاً فریدی اس پر جھکتا ہوا بولا۔''یہ تو مر گیا۔''

پھر شاید دو ہی منٹ بعد اس کے منہ اور ناک سے سبز رنگ کا پانی بہنے لگا۔ یہ زہر کی علامت تھی۔ اس دوران میں کسی وقت اس نے ان کی لاعلمی میں زہر کھا لیا تھا۔ سوال یہ تھا کہ اسے زہر کہاں سے ملا؟ اس سلسلے میں صرف ایک ہی بات کہی جاسکتی تھی وہ یہ کہ اسے خود بھی اب یقین نہ رہا ہوگا کہ وہ اپنی اسکیموں میں کامیاب ہی ہوتا رہے گا۔ اس لئے اس نے اپنے پاس زہر رکھنا شروع کر دیا تھا، تاکہ ضرورت پڑنے پر پھانسی کے پھندے سے تو محفوظ رہ سکے۔

دوسرے دن کے اخبارات نے لیڈی انسپکٹر ریکھا، کوتوالی انچارج انسپکٹر جگدیش اور چاروں سب انسپکٹروں کا یہ کارنامہ جلی حرفوں میں شائع کیا۔ فریدی اور حمید کا کہیں نام بھی نہیں تھا۔ لیکن ابھی تک یہ بات صاف نہیں ہوئی تھی کہ قتل کی ان وارداتوں کا مقصد کیا تھا۔ مقصد دریافت کرنے کے سلسلے میں فریدی کو بڑی محنت کرنی پڑی۔ جب اس نے اپنی تحقیقات کا ماحصل سامنے رکھا تو ایک کی بجائے دو مقاصد نظر آئے۔ ایک تو اس کا دوسرا گھوڑا شہباز جو ابھی تک ریس میں دوڑا نہیں تھا اس کے لئے اس نے اپنا بھی ایک گھوڑا ٹمپسٹ ختم کر دیا اس کے بعد شہباز کو بے خطر دوڑا سکتا تھا کیونکہ ٹمپسٹ کی موت کا الزام کسی دوسرے نامعلوم دشمن کے سر جا پڑتا۔ حقیقتاً وہ خان افضل کو پھانسنا چاہتا تھا کیونکہ ان چاروں میں خان افضل کا چھوٹا بھائی اکمل بھی شامل تھا۔

اس طرح تو قتل کی وارداتوں کا مقصد اپنے ایک گھوڑے کو ریس کے میدان میں تنہا دیکھنا تھا۔ دوسرے مقصد کے سلسلے میں حالات کا تجزیہ کرنے پر میری جیرنگٹن کی شخصیت ابھر آئی۔ اس کی تفتیش کے مطابق وہ نہ صرف فاحشہ بلکہ جنسی بوالہوسی کے مرض میں مبتلا تھی۔ صمد اس کے دونوں جاکی اور وہ جاکی جو ٹمپسٹ سے گر کر مرا تھا سب کے سب اس کے اسیروں میں سے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ گریش نے ان سب کے قتل کی اسکیم انتقامی جذبہ کے تحت بنائی ہو اور ساتھ ہی ساتھ اس فتنے یعنی میری جیرنگٹن کا بھی خاتمہ کر دیا ہو۔ جس کی بدولت اسے دوسروں کو قتل کرنا پڑا تھا۔

خان افضل کو تو وہ یقینی طور پر پھانسنا چاہتا تھا۔ جیسا کہ بعد کی تحقیقات سے ثابت ہوا۔ خان افضل اس کا بہت پرانا حریف اور رقیب تھا۔ وہ اسے نہ صرف کاروباری میدان میں اکثر شکست دیتا رہتا تھا، بلکہ اس کی بہتیری محبوباؤں پر بھی ڈورے ڈال چکا تھا۔

یہ بات راز ہی رہی کہ میری جیرنگٹن نے ریکھا کا تعاقب کیوں کیا تھا اور وہ گنگسن لین میں اپنا نام تبدیل کر کے گریش ہی کے ایماء پر رہی تھی یا اسے علم نہیں تھا کہ گریش اس کی دوسری حیثیت سے بھی واقف ہے۔

وہ فقیر بھی گریش ہی ہوسکتا تھا، جس نے چار عدد قربانی کے بکرے تیار کئے تھے۔ کیونکہ گریش کی قیام گاہ سے فریدی نے میک اپ کا بہت سا جدید ترین سامان بھی برآمد کیا تھا۔

بہر حال فریدی کو اسے اپنے ناکام کیسوں میں جگہ دینی پڑی۔ اس کا خیال تھا کہ گریش اگر زہر نہ کھاتا تو یہ بھی ممکن تھا کہ ان وارداتوں کا کوئی تیسرا مقصد بھی نکل آتا۔

البتہ آصف کی پشت پر بنائے جانے والے نشانات کے متعلق وہ اب بھی شبہے میں تھا۔ اس کی دانست میں دلیر سے دلیر مجرم بھی اس قسم کا خطرہ نہیں مول لے سکتا۔

آخر ایک دن اس نے بہت غور و خوض کے بعد حمید کے کان پکڑ ہی لئے۔

اور حمید کو اعتراف کرنا پڑا کہ یہ حرکت اس کی تھی۔

''میں نے جناب۔'' اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔ ''کم از کم ایک ماہ کے لئے آصف کی زندگی تلخ کردی تھی اور میری جیرنگٹن کی قتل والی رات کو تو مزہ ہی آ گیا تھا۔ میں نے ایک تاریک گلی میں اس کی ٹانگوں میں ٹانگ پھنسا کر گرا دیا۔ ایک منٹ تک سواری گانٹھے رہا اور پھر پشت پر سرخ دائرہ بنا کر دوسری گلی میں چھلانگ لگادی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آصف کو لمبے بخار پر چلا جانا پڑا۔''

وہ سمجھا تھا کہ فریدی بھی اس پر قہقہے لگائے گا....لیکن خلاف توقع فریدی اس پر برس پڑا، ورمجبوراً حمید دوسری باتیں سوچنے لگا تا کہ اس کے لیکچر کی آواز اس کے کانوں تک پہنچ ہی نہ سکے۔ ایسے مواقع پر حمید خوبصورت لڑکیوں کے متعلق سوچنے لگتا تھا۔

تمام شد